امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 61/71 | مورخہ ۱۵ رشعبان المعظم ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۹ رمارچ ۲۰۲۱ء روز سوموار | شمارہ نمبر 13

اس شمارہ میں

■ اللہ اور رسول اللہ کی باتیں، دینی مسائل
■ شیخ محمد علی صابونیؒ (یادوں کے چراغ)
■ کتابوں پر تبصرے
■ حکایات اہل دل
■ اسلام کی عالمگیر تعلیمات
■ ایک مغربی نومسلم کی کہانی......
■ تلخ کلامی کے نقصانات
■ مشنری اسکولوں کے ناپاک عزائم
■ اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، ملی سرگرمیاں

بین السطور

اذان کی آواز

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

اذان اللہ تعالیٰ کی بڑائی، عظمت وکبریائی، رسالت محمدی اور فلاح انسانی کی کامل اور مکمل دعوت کا اعلان ہے، یہ اعلان ہر کسی کے کان میں پہونچ جائے اس کے لئے ہر دور میں اذان بلند آواز سے دی جاتی رہی ہے، بعض کلمات پر دائیں بائیں گھوما جاتا رہا ہے، تاکہ یہ آواز ہر سمت میں گونجے، جو مسجد آنے والا ہے اسے نماز کے وقت کا احساس وادراک ہو جائے اور وہ کاروبار زندگی اور مسائل حیات کو چھوڑ کر اللہ کے گھر کا رخ کرلے، لیکن جو مسجد نہیں آرہا ہے، اس کے کانوں تک بھی یہ آواز پہونچ جائے اور اس کا دل ودماغ بھی اللہ کی کبریائی کے تصور سے معمور اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے ذکر سے اس کے کان آشنا اور فلاح وکامیابی کے حقیقی خیالات سے اس کا ذہن شاد کام ہو۔

دنیا نے ترقی کی اور تیز آواز کی مشین ایجاد ہوئی تو اب اونچی جگہ سے اذان دینے کے بجائے لاؤڈ اسپیکر سے اذان دیا جانے لگا، تاکہ دور تک اس کی آواز پہونچے، مسلمانوں نے اس کا استعمال شروع کیا اور دوسرے مذاہب والوں میں بھی بھجن کیرتن اور دوسرے کاموں کے لئے اس مشین کا چلن عام ہوا، سب کا مقصد یہی تھا کہ آواز دور تک پہونچائی جاسکے، اس کے لیے لاؤڈ اسپیکر کے ہارن کا دوسرے مذاہب والوں نے اس کثرت سے استعمال کیا کہ جب تک ان کے پوجا کا زمانہ ہوتا ہے، کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی اور بہت سارے کاموں میں یہ آواز خلل ڈالتی ہے، اس کے لئے سرکاری طور پر پابندی لگائی گئی اور دس بجے رات کے بعد اس کا استعمال کرنا بعض مخصوص حالتوں میں دی جانے والی اجازت کو چھوڑ کر ممنوع ہے، تاکہ لوگوں کے معمولات میں خلل نہ پڑے۔

اذان جن اوقات میں دی جاتی ہے، ان اوقات میں لوگوں کے معمولات میں خلل کا سوال نہیں پیدا ہوتا، پھر یہ اذان مختصر ہوتی ہے اور پانچ منٹ سے کم میں ہی مکمل ہو جاتی ہے۔ اذان کے کلمات میں صوتی ہم آہنگی اس قدر ہے کہ فضا میں گونج رہی یہ آواز دل کے اندر ارتعاش پیدا کرتی ہے اور انسان ان کلمات میں کھو کر رہ جاتا ہے، یہ حال ان لوگوں کا ہوتا ہے جو اس کے معنی نہیں سمجھتے، جو معنی سمجھتے ہیں، وہ ان کلمات سے زیادہ لطف اندوز ہوتے ہیں اور ان کے پاؤں خود بخود مسجد کی طرف رواں ہو جاتے ہیں، وہ خوب جانتے ہیں کہ اذان کے بعد ایک ہی دروازہ کھلا ہوتا ہے اور وہ اللہ کے گھر کا دروازہ ہے۔

سینکڑوں سال سے یہ سلسلہ جاری ہے، سماج اس کا عادی ہو چکا ہے، بلکہ دوسرے مذاہب کے لوگ بھی اس کی قدر کرتے ہیں، خصوصا فجر کی اذان اس لئے زیادہ مفید ہوتی ہے کہ لوگ بغیر گھڑی اور موبائل دیکھے ہوئے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ صبح ہوگئی، سونے کا وقت ختم ہوا اور اب اللہ ایشور کو یاد کرنے کا وقت ہے، اور اس کام سے فراغت کے بعد حصول معاش کی تلاش میں لگ جانا ہے، جو لوگ صبح سویرے اٹھنے کے عادی ہیں اور اس کو صحت کے لئے مفید سمجھتے ہیں، ان کے لیے اذان کی آواز بغیر خرچہ کے الارم کا کام کرتی ہے اور وہ اس کو سن کر بیدار ہو جاتے ہیں اور اپنی مشغولیات میں لگ جاتے ہیں، لیکن بُرا ہو اس ملک کی عدم رواداری کے اس ماحول کا جو گذشتہ چند سالوں میں اس ملک میں پروان چڑھا ہے، اس ماحول کے نتیجے میں اسلام اور مسلمانوں سے جڑی ساری چیزوں کو تنقید کا نشانہ بنایا جارہا ہے اور ہر کام میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔ ایسا ہی ایک معاملہ ان دنوں اذان کے بارے میں چل رہا ہے، الٰہ آباد مرکزی یونیورسٹی کی وائس چانسلر سنگیتا سریواستو نے ضلعی انتظامیہ کو تحریری شکایت دی ہے کہ لاؤڈ اسپیکر پر فجر میں اذان کی وجہ سے ان کی نیند میں خلل پڑتا ہے اور سر درد کی شکایت ہوتی ہے، اسے بند کرنا چاہیے، تاریخی لال مسجد کی انتظامیہ کو خبر ملی تو اس نے مائیک کی آواز کم کردیا اور ان کے گھر کی طرف سے ہارن کو بھی ہٹا دیا، لیکن اس موضوع پر بحث اب بھی جاری ہے، اسی طرح کی بات چند سال قبل ہالی وڈ کے گائیکار سونو نگم نے بھی کہی تھی، حالاں کہ یہ ایسی نادانی کی بات ہے کہ جسے کوئی عقل مند آدمی زبان پر لانا پسند نہیں کرے گا، کیوں کہ اس کا مطلب یہ بھی ہوگا کہ میرے گھر کے پیچھے سے ٹرین گذرتی ہے اور اس کی آواز سے میری نیند میں خلل پڑتا ہے؛ اس لیے ٹرین کی آمد ورفت اور اس کی آواز کو بند کر دینا چاہیے، سڑکوں پر چل رہی گاڑی کو ہارن نہیں دینا چاہیے کیوں کہ اس سے نیند میں خلل پڑتا ہے، ظاہر ہے کوئی عقل مند آدمی اس قسم کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔

رہبری کے تقاضے

راہنمائی ورہبری دنیا کے عظیم ترین کاموں میں سے ایک ہے، جس کے لیے مختلف طریق کار استعمال کیے جاتے رہے ہیں، ہر دور میں اہم اور باوقار شخصیات اس اہم کام کی ذمہ داری اپنے سر لی ہے اور ان کی جد وجہد کوشش، لگن اور جذبۂ خیر خواہی سے ملک وسماج کو صحیح رخ پر گامزن کیا جاسکا ہے، یہ کام انتہائی تحمل، برداشت اور صبر کا متقاضی ہوتا ہے، دلوں کی نرمی اور جذباتیت سے دوری کے بغیر اس کام کو کرنا عملا ممکن نہیں ہوتا، ملکوں کی تاریخ کے اوراق الٹیے تو بے شمار واقعات میرے اس خیال کی تائید کے لیے آپ کو مل جائیں گے۔

آج کل رہنمائی کے لیے مشین ایجاد ہوگئی ہے، آپ کو کہیں جانا ہے، راستہ نا معلوم ہے تو مشین میں اپنی منزل کا پتہ ڈال دیجئے اور بے فکر ہو کر اس کے بتائے ہوئے راستے پر گاڑی بڑھاتے جائیے، وہ راستے کے بارے میں نقشہ بھی دکھائے گی، ایگزٹ بھی بتائے گی، اگر آپ پڑھنا نہیں جانتے ہیں، نقشہ سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تو مشین بول کر بھی آپ کو بتائے گی، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آپ نے اس کی ہدایت کو نہیں مانا اور اپنی دُھن میں آگے بڑھ گیے تو وہ آپ کو بُرا بھلا نہیں کہتی، گالیاں نہیں دیتی، یہ بھی نہیں کہتی کہ میری ہدایت نہیں ماننی ہے تو میری خدمت لیتے ہی کیوں ہو، جاؤ من مانی کرو اور گمراہ ہو جاؤ، راہنمائی کرنیوالی یہ مشین ایسا کچھ نہیں کرتی وہ آپ کو اگلا موڑ بتا دیتی ہے، جہاں سے آپ اپنی منزل کی طرف بڑھ سکتے ہیں، دوبارہ بھی آپ نے اسکی ہدایت کی ان دیکھی کردی تو بھی وہ آپ سے خفا نہیں ہوتی، بلکہ اگلا راستہ بتاتی ہے جہاں سے آپ صحیح راہ پر چل کر منزل کو جاسکتے ہیں۔

انسان کے بنائے ہوئے مشین میں راہبری کے لیے یہ خاص وصف موجود ہے کہ وہ کسی حال میں آپے سے باہر نہیں ہوتی؛ بلکہ ہر بار بھٹکنے پر نئے راستے کی راہنمائی کرتی ہے، انسانوں کے لیے اس میں بڑا اسبق ہے، وہ اگر راہنما ہے، راہ بری کرتا ہے، تو اسے لازم ہے کہ یہ صفت اپنے اندر پیدا کرے، راہنماؤں کا مزاج یہ بن گیا ہے کہ وہ ہدایت کی تھوڑی بہت ان دیکھی پر بھی چراغ پا ہو جاتے ہیں، مسلک ذات برادری، علاقایت کے داعیان اور اپنی اپنی برادری کے رہنماؤں میں اس سلسلے میں بڑی کمیاں پائی جاتی ہیں، جو خود کو راہ بر سمجھتے ہیں وہ دوسروں کو برا بھلا کہنے طعن وتشنیع کرنے بلکہ کافر اور مرتد تک کہنے سے گریز نہیں کرتے، یہ کام راہ بر کا نہیں ہے، راہ بر کا کام آخری وقت تک بغیر چراغ پا ہوئے راہنمائی کرنا ہے، اور انتہائی صبر کے ساتھ منزل تک پہونچنے کے لیے اگلا ایگزٹ (Exit) بتاتے رہنا ہے، اس کو کہتے ہیں متبادل کی تلاش، جن لوگوں کے درمیان راہ بری کارگر نہیں ہو پا رہی ہے، اس کو کس طرح منزل تک پہونچایا جائے یہ راہ بر کی ذمہ داری ہے، راہبر یہ کہہ کر اپنا دامن نہیں جھاڑ سکتا کہ لوگ اس کی نہیں سنتے، ان کے مزاج کا ٹھیک نہیں رہتا، وہ پل میں تولہ اور پل میں ماشہ ہوتے رہتے ہیں، یہ سب شیطانی وساوس اور عذر لنگ ہے جو راہبری کے فرض سے انسانوں کو دور کرتا ہے، یہاں معاملہ راہ زنوں سے گلہ کا نہیں، سوال راہ بر کی رہبری کا ہے، ہم اپنی ساری ناکامی دوسروں کے سر ڈال کر مطمئن ہو جاتے ہیں، یہ اطمینان ہمیں اپنے مقصد سے بھی دور کرتا ہے اور راہ بر کی جد وجہد کو ناکامی تک پہونچا دیتا ہے۔

راہ بر کی حیثیت خواص کی ہوتی ہے، لوگوں کی بھیڑ میں وہ لوگوں سے کچھ الگ تھلگ اور ممتاز ہوتا ہے، وہ سماج کی روح اور جان ہوتا ہے، اسے کسی بھی حال میں نہ تو بھیڑ کا حصہ بننا ہے اور نہ ہی اس سے کٹ کر زندگی گذارنی ہے، اس لیے کہ عوام کی بھیڑ ہی خواص کے لیے جسم ہے، اگر یہ جسم اس سے الگ ہو جائے تو روح اس دنیا میں رواں نہیں رہ سکتی، اس کا مقام یا تو علیین ہوگا یا سجین، روح کو رواں ہونے کے لیے جسم کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے خواص کو اگر کچھ کرنا ہے تو جسم یعنی عوام کو ساتھ لے کر چلنا ہوگا، اسی طرح عوام کو بھی اپنی قیادت اور راہنماؤں سے بدظن نہیں ہونا چاہیے، اس لیے کہ اگر عوام نے اپنا رشتہ خواص اور قائد سے کاٹ لیا تو وہ جسم بغیر جان کی طرح ہو جائیں گے اور بغیر روح کے جو جسم ہوتا ہے اس کا مقام منوں مٹی تلے قبرستان ہے۔ اس کی کوئی سرگرمی اس دنیا میں باقی نہیں رہتی۔ اس لیے عوام وخواص دونوں ایک دوسرے کی ضرورت ہیں، ایک کے بغیر دوسرا اپاہج ہو کر رہ جاتا ہے، رہبر کو یہ بات ہر دم ذہن نشیں رکھنی چاہیے اور عوام کو بھی اس حقیقت کو جان لینا چاہیے۔

اچھی باتیں

"بہت مضبوط دکھائی دینے کا سب سے بھیانک نقصان یہ ہے کہ لوگوں کو کبھی یہ خیال بھی نہیں آتا کہ آپ کو بھی تسلی کی ضرورت ہوسکتی ہے۔ ☆ جب خود کو عالی شان اور دوسروں کو کم تر سمجھنے لگو تو ایک چکر قبرستان کا ضرور لگانا، وہاں تم سے بھی زیادہ عالی شان انسان مٹی میں دفن ہیں ☆ آپ کی تعلیمی ڈگریاں اور بڑے عہدے کسی کام کے نہیں اگر آپ کی زندگی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے موجود نہیں ☆ غلط لوگوں کی جیت اسی وقت طے ہو جاتی ہے جب صحیح لوگ چپ ہو جاتے ہیں ☆ تعلق اور رشتے فرصت کے نہیں بلکہ عزت کے محتاج ہوتے ہیں، جتنی عزت دی جائے اتنے ہی گہرے ہوتے ہیں۔ (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

"ایوان (اسمبلی) کے اندر کسی بھی عوامی نمائندے سے مار پیٹ کرنا قانونی کام نہیں ہے، جن لوگوں کے ہاتھ عوامی نمائندگان پر اٹھے ہیں، وہ ڈیوٹی کرنے کے لائق کہاں رہے، دستور اور عوامی تعلقات کی بنیاد پر غور کرنا چاہیے، اس کے ساتھ ہی ارکان کو بھی دھیان رکھنا ہوگا کہ قانون انہیں اپنی بات رکھنے کے لیے کس حد تک جانے کی اجازت دیتا ہے، سوچنا یہ بھی چاہیے کہ لوگوں کے بیچ اس سے کیا پیغام گیا۔ ایسی کوئی روایت نہیں بننی چاہیے جس سے ریاست کے دامن پر داغ بڑھے۔ (اداریہ ہندوستان ۲۵ رمارچ ۲۰۲۱ء)

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

آداب زندگی کے دو رہنما اصول

آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی آنکھوں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے صاف ستھرا طریقہ ہے، وہ جو کچھ کرتے ہیں، یقیناً اللہ کو ان سب کی خبر ہے (سورہ نور: ۳۰)

وضاحت:۔ اسلامی تہذیب وتمدن کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ انسانوں کو اعلیٰ اخلاقی اقدار کا حامل انسان بنانا چاہتا ہے، تاکہ وہ مختلف طرح کی برائیوں سے محفوظ رہ سکے اور اس کے صالح کردار وعمل سے انسانی معاشرہ صاف ستھرا اور پاکیزہ معاشرہ وجود پذیر ہو، چنانچہ اللہ رب العزت نے اس آیت میں آداب زندگی کے دو ایسے رہنما اصول کی نشاندہی کی ہے کہ اگر انسان ان دونوں اصولوں پر کاربند ہو جائے تو اس کی زندگی ایک مثالی زندگی بن جائے گی، مثلاً اللہ نے ایک اصول یہ بیان فرمایا کہ جب مسلمان گھر سے باہر نکلیں تو راستہ میں اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں، بدکردار لوگوں کی طرح ادھر ادھر تاک جھانک نہ کریں، اس کا دو فائدہ ہوگا ایک یہ کہ ٹھوکر کھانے سے محفوظ رہیں گے اور دوسرے یہ کہ بدنگاہی سے حفاظت ہوگی، کیونکہ بے حیائی اور بے شرمی کے سارے کاموں کی ابتدا نگاہ سے ہوتی ہے، یہ نفس کا سب سے بڑا چور ہے کہ جب کسی غیر محرم کی نگاہ پڑتی ہے تو دل میں گندے خیالات انگڑائی لینے لگتے ہیں، پھر اس کی چاہت بڑھ جاتی ہے اور انسان گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے، اس لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر کو شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر قرار دیا، اب اگر کسی نے پہلے ہی مرحلہ میں نگاہ کو پھیر لیا تو برائیوں سے محفوظ رہے گا، اس لئے کہا گیا کہ اگر غیر ارادی طریقے پر کسی غیر محرم پر نگاہ پڑ جائے تو فوراً نظر پھیر لو، ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ پہلی نظر تو معاف ہے دوسری نظر گناہ ہے، قرآن پاک میں دوسری بات یہ کہی گئی کہ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو، ستر کو چھپا کے رکھو اسلئے کہ ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ کوئی شخص کسی کے سامنے برہنہ نہ ہو کیونکہ برہنہ ہونا بے حیائی والا عمل ہے اور ناپسندیدہ ہے، چنانچہ مردوں کے لئے ناف اور گھٹنے کے درمیان کا حصہ ستر قرار دیا گیا ہے کہ اس کو نہ کسی کے سامنے کھولو اور نہ کسی دوسرے شخص کو اس حصہ پر نظر ڈالنے کا موقع دو

لباس نیم عریاں حسن کو زیبا نہیں دیتا
ہمارے مشرقی تہذیب کی رسوائی ہوتی ہے

عریانی، بے شرمی، دیکھنے والوں کے حیوانی جذبات کو ابھار دیتی ہے جس کی وجہ سے انسان مذہبی، تمدنی اور اخلاقی قدروں سے دور ہو جاتا ہے پھر اس کے نتیجہ میں جنسی انارگی جیسے سنگین اور گھناؤنے جرم پر مجبور ہو جاتا ہے، ان برائیوں کے سد باب کے لئے اللہ تعالیٰ نے نگاہوں اور شرمگاہوں کی حفاظت کی تاکید کی تاکہ معاشرہ میں انسانیت وشرافت کو فروغ حاصل ہو اور برائیوں کے دروازے بند ہوں۔

بیوی، شوہر کی تعظیم کرے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب عورت (بیوی) ناراض ہو کر اپنے شوہر کے بستر چھوڑ کر رات گذارتی ہے تو جب تک وہ واپس نہ آ جائے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں (بخاری شریف)

مطلب:۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کی خلقت، مزاج اور طبیعت میں قدرے فرق رکھا ہے، مرد جسمانی اعتبار سے طاقت ور ہوتا ہے جبکہ عورتیں کمزور ہوتی ہیں، ان کے اندر قوت برداشت کا بھی فقدان ہوتا ہے، اگر ان کے مزاج اور طبیعت کے خلاف کوئی معاملہ پیش آ جاتا ہے تو وہ جلد مشتعل ہو جاتی ہیں، بپھر جاتی ہیں اور انجام سے بے خبر ہو کر انتقامی جذبے ان کے اندر پروان چڑھنے لگتے ہیں، حدیث شریف میں ان کی صنفی کمزوریوں کی طرف بھی اشارہ کیا گیا کہ ان کے اندر دو طرح کے نقائص ہوتے ہیں (۱) نقائص اختیاری اور نقائص اضطراری، نقائص اختیاری یہ ہے کہ بسا اوقات وہ غصہ میں آ کر شوہر کی ناشکری کرنے لگتی ہیں کہ جب سے اس گھر میں قدم رکھا کبھی آرام وسکون نصیب نہیں ہوا حالانکہ شوہر کے گھر میں ہمیشہ فارغ البالی کی زندگی گذرتی رہی ہے، مگر کبھی اونچ نیچ ہو گیا اور خلاف مزاج بات سن لے تو شکوہ وشکایت شروع کر دیتی ہیں کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی، جس کے نتیجہ میں شوہر کی اطاعت وفرماں برداری میں کوتاہی کرنے لگتی ہیں، بعض جگہ تو عورتیں مردوں کو ذلیل کرتی ہیں اور بعض وقت دونوں طرف سے یہ برتاؤ ہونے لگتا ہے یہ طریقہ صحیح نہیں ہے، شریعت میں شوہر کی تعظیم وتکریم کو بھی عبادت کہا گیا ہے، ایک حدیث میں صاف آیا ہے کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کے لئے سجدہ کو جائز کرتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں، لیکن سجدہ تو اللہ کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں اس سے یہ بات تو معلوم ہوگئی کہ شوہر کی کس درجہ تعظیم عورت کے ذمہ واجب ہے، اگر دونوں ایک دوسرے کے حقوق کی رعایت رکھیں، مرد عورت کی حق تلفی نہ کرے اور عورتیں مردوں کی تعظیم کریں اور ان کی اطاعت وفرماں داری کا خیال رکھیں تو ہمارا گھر اور معاشرہ جنت کا نمونہ بن سکتا ہے، عورتوں کے اندر دوسری صنفی نقص اضطراری ہے کہ جس کو حدیث پاک میں ناقصات عقل ودین سے تعبیر کیا گیا، یہ نقص غیر اختیاری ہے اس کو علاج ومعالجہ سے دور نہیں کیا جا سکتا، لیکن اختیاری کی اصلاح ممکن ہے، اول یہ کہ زبان کو قابو میں رکھیں، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے زبان دراز عورتوں کی اصلاح وتربیت پر ایک دلچسپ واقعہ لکھا کہ ایک زبان دار عورت تھی اس کا شوہر اس کو بہت مارتا تھا، یہ عورت ایک بزرگ کے پاس گئی کہ مجھے ایسا تعویذ دیدیجئے جس کے اثر سے میرا شوہر مجھے مارا نہ کرے، وہ بزرگ عقلمند تھے، سمجھ گئے کہ یہ زبان درازی کرتی ہوگی، اس لئے پٹتی ہے، آپ نے فرمایا کہ اچھا تم تھوڑا پانی لے آؤ میں اسے پڑھ دوں گا، چنانچہ پڑھ دیا اور فرمایا کہ جب شوہر غصہ ہوا کرے تو اس میں سے ایک چلو منہ میں لے کر بیٹھ جایا کرو، اور منہ میں ہی رکھو، پیو نہیں، انشاء اللہ پھر نہیں مارے گا، چنانچہ وہ ویسا ہی کرتی اور منہ میں لے کر بیٹھ جاتی، اب ساری زبان درازی جاتی رہی، بیچاری بولے کیونکر منہ کو تو تالا لگ گیا، اس واقعہ میں بڑی نصیحت ہے، اگر ہماری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں غور کریں تو سارے جھگڑے ختم ہو جائیں اور بیوی کا بستر چھوڑ کر جانے کی عادت بھی ختم ہو جائیگی اور وہ فرشتوں کی لعنت سے بھی بچ جائے گی، اصلاح کے بہت سے طریقے ہیں اخلاقی رزائل سے کنارہ کش ہونا بھی ضروری ہے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

شب برات میں ٹولیاں بنا کر قبرستان جانا

س: شب برات میں ٹولیاں بنا بنا کر لوگ قبرستان جاتے ہیں، میلہ کا ایک سماں ہوتا ہے، قبروں پر اگربتی اور موم بتی جلاتے ہیں، کیا اس کا ثبوت کتاب وسنت سے ہے؟ کیا دعا اور ایصال ثواب کیلئے قبرستان جانا ضروری ہے؟

ج: اگر کوئی شخص کبھی کبھار انفرادی طور پر شب برات میں قبرستان چلا جائے تو اس کی گنجائش ہے لیکن اسے ضروری سمجھنا یا تماشہ کے طور پر جماعت در جماعت قبرستانوں میں بھیڑ اکٹھی کرنا، میلہ لگانا، قبروں پر روشنی وچراغاں کرنا جیسا کہ آج کل مروج ہے کتاب وسنت، صحابہ اور سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے اس سے بچنا نہایت ضروری ہے، جہاں تک دعا اور ایصال ثواب کا معاملہ ہے تو وہ کبھی بھی اور کہیں سے بھی کیا جا سکتا ہے اس کیلئے قبرستان جانا ضروری نہیں ہے۔

شبینہ کی شرعی حیثیت

س: بعض جگہوں پر شب برات میں شبینہ ہوتا ہے جس میں دو تین حافظ قرآن باری باری سے مائک پر قرآن کریم پڑھتے ہیں، باضابطہ لاؤڈ اسپیکر کا انتظام ہوتا ہے جس کو پورے محلہ میں پھیلا دیا جاتا ہے جس کی گونج صرف اسی محلہ میں نہیں بلکہ اطراف کی پوری آبادی میں سنائی دیتی ہے جبکہ اردگرد کی بہت سی بستیاں غیر مسلموں کی بھی ہوتی ہیں انہیں ناگوار گذرتا ہے، مجلس کے اختتام پر مٹھائی تقسیم ہوتی ہے، یہ سارا انتظام چندہ کی رقم سے ہوتا ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

ج: مروجہ شبینہ میں بہت سی خرابیاں ہیں، مثلاً:

(۱) شب برات میں شبینہ کو لازمی سمجھ کر انجام دینا، جو کتاب وسنت سے ثابت نہیں۔

(۲) عام طور پر شبینہ ایک رات کا ہوتا ہے جس میں پورا قرآن پڑھا جاتا ہے، حافظ صاحبان نہایت تیزی سے قرآن پڑھتے ہیں، جس سے حروف کٹتے ہیں، چھوٹتے بھی ہیں، مخارج کی ادائیگی اور تجوید کی رعایت بالکل نہیں ہو پاتی ہے، ظاہر ہے ایسا قرآن پڑھنا باعث گناہ اور قرآنی ہدایت کے خلاف ہے، اللہ پاک کا ارشاد ہے قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھو:

"وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلاً" (سورۃ المزمل: ۴) ای لاتعجل بقرأۃ القران بل اقرأہ فی مھل وبیان مع تدبر المعانی وقال الضحاک اقرأہ حرفا حرفا" (الجامع لاحکام القرآن: ۱۹/۳۷)

(۳) لاؤڈ اسپیکر سے گونجنے والی غیر معمولی آواز سے جہاں برادران وطن کے آرام میں خلل ہوتا ہے، انہیں سخت ناگواری ہوتی ہے، برا بھلا کہتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں اور اسلام وشعائر اسلام کے ساتھ گستاخیاں کرتے ہیں وہیں اہل محلہ کے کام وآرام میں بھی بہت زیادہ خلل ہوتا ہے، بہت سارے مریضوں کیلئے نیند نہایت ضروری ہوتی ہے، لیکن لاؤڈ اسپیکر کی تیز آواز سے انہیں نیند نہیں آتی اور اس طرح پوری رات کرب اور بے چینی میں گذرتی ہے، ظاہر ہے اس طرح تکلیف پہونچانا شرعاً ناجائز وحرام ہے شریعت مطہرہ ان چیزوں کو بالکل پسند نہیں کرتی اس کی تعلیم تو یہ ہے کہ سلام بھی اتنی آواز میں کرو کہ سونے والوں کی نیند میں خلل نہ ہو:

"فیسلم تسلیما لایوقظ النائم ویسمع الیقظان" (صحیح مسلم، کتاب الاشربہ، باب اکرام الضیف: ۲/۱۸۴)

(۴) یہ رات چونکہ عبادت کی رات ہوتی ہے بہت سارے لوگ اپنے اپنے گھروں میں یا مسجدوں میں عبادت کر رہے ہوتے ہیں، لاؤڈ اسپیکر کی آواز ان کی عبادت میں خلل ڈالتی ہے جس سے انہیں تکلیف ہوتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے، چنانچہ آپ نے دوران اعتکاف کچھ لوگوں کو زور سے قرآن پڑھتے سنا تو اس پر تنبیہ فرمائی کہ ہر آدمی اپنے رب سے مناجات وسرگوشی میں لگا ہے، لہذا زور سے قرآن پڑھ کر دوسروں کو تکلیف نہ پہونچاؤ:

"ألا إن کلکم مناج ربہ فلایوذین بعضکم بعضا ولایرفعن بعضکم علی بعض القرأۃ، (صحیح ابن خزیمۃ: ۲/۱۹۰)

(۵) آیت سجدہ پر سجدہ واجب ہے، دور تک آواز جاتی ہے، آیت سجدہ لوگوں کے کانوں سے ٹکراتی ہے لیکن وہ اس پر سجدہ نہیں کرتے جس کی وجہ سے وہ گنہگار ہوتے ہیں۔

(۶) اس طرح کے پروگرام کا مقصد عام طور پر ریا وشہرت اور نام ونمود ہوتا ہے اور یہ اتنا خطرناک مرض ہے جس سے بڑی بڑی عبادتیں بے کار ہو جاتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص لوگوں کو سنانے اور شہرت حاصل کرنے کیلئے کوئی عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا حال لوگوں کو سنائے گا (یعنی قیامت کے دن لوگوں کے سامنے اس کے عیوب کے ساتھ ذلیل ورسوا کرے گا) نیز جو شخص لوگوں کو دکھانے کیلئے کوئی عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ریاکاری کی سزا دے گا یعنی قیامت کے دن اس سے کہے گا کہ اپنا اجر وثواب اسی سے مانگو جس کیلئے تم نے وہ عمل کیا تھا:

"عن جندب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من سمع سمع اللہ بہ ومن یراء یراء اللہ بہ" (صحیح البخاری، باب الریا والسمعۃ: ۳/۹۶۲)

(۷) ضرورت سے زیادہ روشنی اور مٹھائی کا انتظام اور اس طرح کے خلاف شرع کاموں کے لئے چندہ کیا جانا صحیح نہیں ہے۔ لہذا مذکورہ مفاسد کے پیش نظر مروجہ شبینہ صحیح نہیں ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔ فقط۔

واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف

پھلواری شریف

جلد نمبر 61/71 شمارہ نمبر 13 مورخہ ۱۵/شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۹/مارچ ۲۰۲۱ء روز سوموار

اصلاح معاشرہ

مسلمان بہت ساری معاشرتی خرابیوں میں مبتلا ہیں، تلک جہیز کی لعنت عام ہے، شادی کے دشوار ہونے کی وجہ سے رحم مادر میں لڑکیوں کا قتل کیا جارہا ہے، لڑکیوں کو ترکہ میں حصہ دینا عام طور سے لوگوں نے بند کر رکھا ہے، اگر کسی لڑکی نے باپ کے انتقال کے بعد بھائیوں سے ترکہ طلب کرلیا تو سارے رشتے ناطے ختم ہوجاتے ہیں، خاندان ٹوٹ رہا ہے، رشتے بکھر رہے ہیں، بڑوں کا احترام دلوں سے نکلتا جارہا ہے، نشہ کی عادت بھی نوجوانوں میں بڑھ رہی ہے، سود اور رشوت خوری کو گناہ نہیں سمجھا جارہا ہے، فرائض سے دوری کا مشاہدہ تو عام سی بات ہے، ایک ساتھ تین طلاق دینے کے واقعات بھی شاذ ونادر نہیں ہیں، عورتوں کا مزاج شوہروں سے نہیں ملتا ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی عام ہے، دارالقضاء میں جو مقدمات آرہے ہیں، اس کے تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ، خلع، فسخ نکاح اور شوہر کی جانب سے رخصتی کے مطالبات کی تعداد زیادہ ہے، جس کا خلاصہ یہی ہے کہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ گذارہ نہیں کرپارہی ہے، ان حالات میں ضرورت ہے کہ اصلاح معاشرہ کی تحریک کو گھر گھر پہونچایا جائے، اور ہر فرد کو اس پر آمادہ کیا جائے کہ وہ اپنی اصلاح آپ کرنے کی ذمہ داری اٹھائے، ظاہر ہے یہ کام آسان نہیں ہے، دل ودماغ پر دستک دینے کے لیے خاص قسم کی صلاحیت اور پورے طور پر خلوص کی ضرورت ہوتی ہے، ہر آدمی کے بس کا یہ کام نہیں ہے، اس لیے اس کام کو آگے بڑھانے کے لیے ائمہ مساجد، علماء، اساتذہ مدارس ومکاتب، دانشوران، وکلاء وماہرین قانون اور سنجیدہ نوجوانوں کی علاحدہ علاحدہ میٹنگ بلائی جانی چاہیے، طلبہ مدارس کے درمیان ورک شاپ، پریس کانفرنس، اصلاح معاشرہ کے عنوان پر مضامین ومقالات کی اشاعت، سوشل میڈیا پر اس قسم کے موضوعات پر مواد کی فراہمی بھی مفید ہے۔ جس کے اثرات بڑے پیمانے پر سماج پر پڑ سکتے ہیں۔

خواتین کے درمیان اس پیغام کو پہونچانے کے لیے اسلامی پردہ کے ساتھ ان کی خصوصی میٹنگ بلائی جائے اور خواتین میں کام کرنے والی اسلام پسند خاتون کو اس کام میں لگایا جائے، کیونکہ ان کی اصلاح پورے خاندان کی اصلاح کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ انہیں خاندان کے تئیں ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا جائے، ایک دوسرے کے حقوق کے بارے میں انہیں بتایا جائے، بچوں کی اسلامی انداز کی تربیت کے بارے میں انہیں حساس بنایا جائے، گھریلو زندگی کو خوشگوار بنانے کے طریقوں کی نشان دہی کی جائے، بدمزاجی، مضر اثرات سے انہیں آگاہ کیا جائے۔ انہیں بتایا جائے کہ میاں بیوی کے رشتے نازک ہوتے ہیں، اس کی پائیداری اسی وقت ممکن ہے جب گھر ٹینشن فری زون بن جائے۔

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ نبوی طریقہ پر تنفیذ شریعت کا کام کرتی رہی ہے اور یہ اس کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی اصلاح معاشرہ کمیٹی نے پوری توجہ ان امور پر مرکوز رکھنے کے لیے ۱۳/شعبان بروز سنیچر مطابق ۲۷/مارچ تا ۲۳/شعبان ۴۲ھ بروز منگل مطابق ۶/اپریل ۲۰۲۱ء تک پورے ملک میں دس روزہ مہم آسان اور مسنون نکاح کے لیے چلائی ہے۔ یقیناً یہ کام ہمیشہ کرنے کا ہے، لیکن یہ دس روز اس کام کے لیے مختص کیا گیا ہے تاکہ دوسرے کاموں کو موخر کرکے ترجیحی بنیاد پر اس کام کو کیا جائے اور لوگوں کو بتایا جائے کہ معاشرتی خرابیوں کی وجہ سے سماجی طور پر ہمیں کس قدر پریشان ہونا پڑتا ہے۔ ہم اللہ کے نزدیک بھی ناپسندیدہ قرار پاتے ہیں اور سماج میں بھی ہماری وقعت کم ہوتی ہے۔ تمام مسلمانوں کو اس مہم کا حصہ بننا چاہیے تاکہ لوگوں میں عام بیداری پیدا ہو اور آسان نکاح کی برکتوں سے سماج کو فائدہ پہونچے۔

جمہوریت شرمسار

۲۳/مارچ ۲۰۲۱ء کو بہار اسمبلی میں جو کچھ ہوا اس نے جمہوریت کو شرمسار کیا، موقع تھا خصوصی مسلح پولیس بل ۲۰۲۱ء کی پیشی کا، حزب مخالف اس بل کی بہار میں پولیس راج کہہ کر مخالفت کر رہا تھا، نتیش حکومت اسے پاس کرانے پر تلی ہوئی تھی، حزب مخالف کے ارکان نے بل کی کاپیاں پھاڑ دیں، اسپیکر کو یرغمال بنالیا، کئی کئی بار اسمبلی کی کارروائی روکی گئی، اسپیکر کو ان کے کمرے سے باہر نہیں نکلنے دیا گیا، ارکان کے درمیان ہاتھا پائی کی نوبت آگئی ساڑھے پانچ گھنٹے تک اسمبلی پر حزب مخالف کا قبضہ رہا، حکومت کا جب کوئی داؤ نہیں چلا تو اس نے پولیس کی مدد سے بہار کی تاریخ میں پہلی بار ارکان اسمبلی کو گھسیٹ گھسیٹ کر ایوان سے باہر نکالا، کہا جاتا ہے کہ ایسے ارکان کی تعداد بارہ تھی، ان میں خواتین بھی تھیں، گھسیٹتے وقت ان کے کپڑے اِدھر اُدھر ہوئے، لیکن پولس کو اس کی فکر نہیں رہی، اس کھینچا تانی میں ایم ایل اے بیہوش ہوگئے، اس ہنگامے کے دوران ہی اس بل کو حکومت نے پاس کروالیا، بہار کی تاریخ میں پہلی بار پولیس ایوان میں گھسی، ڈی ایم، اس پی کے ساتھ پولیس کی بھاری نفری نے ایوان میں اس آپریشن کو انجام تک پہونچایا۔

جمہوریت کو شرمسار کرنے کے اس عمل میں حکمراں اور حزب مخالف دونوں کا دخل ہے، حزب مخالف نے جو طریقہ اختیار کیا وہ بھی غلط تھا اور اس احتجاج سے نمٹنے کے لیے ایوان میں جو پولسیا کاروائی ہوئی اس کو بھی درست نہیں قرار دیا جاسکتا، اس مسئلہ کو آپسی بات چیت سے حل کیا جاسکتا تھا، لیکن حکومت حزب مخالف کو سبق سکھانا چاہتی تھی اور اسے پاس کرا کر مرکز کے طریق کار پر عمل کرنا چاہتی تھی، دوسری طرف حزب مخالف اپنی مخالفت کے بل پر اسے پاس ہونے سے روکنا چاہ رہا تھا، ٹکراؤ کی اس فضا نے ایوان کے وقار کو سخت مجروح کیا اور جمہوریت میں سب کے سننے کی جو روایت رہی ہے اسے نظر انداز کرکے وہاں تک پہونچادیا جس کا تصور بھی کسی کے ذہن ودماغ میں نہیں تھا۔

ان دنوں ایک طریقہ یہ رائج ہوگیا ہے کہ سارے معاملات کو حزب مخالف کے سر منڈھ دیا جاتا ہے، یہ صحیح نہیں ہے، قانون وانتظام کی بحالی حکومت کی ذمہ داری ہے، عوام کے سامنے وہ جواب دہ ہے، حزب مخالف نہیں، اس لیے حکمراں طبقے کو اس معاملہ پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے، وزیر اعلیٰ کا صرف اسے افسوسناک قرار دینا صحیح نہیں ہے، انہیں ایوان کے وقار کی بحالی کے لیے کام کرنا چاہیے اور بہار میں مضبوط حزب مخالف کی باتوں پر بھی دھیان دینا چاہیے۔

جہاں تک ایوان کے صدر کے وقار کا معاملہ ہے، موجودہ اسمبلی میں حزب اقتدار کے ارکان بھی اس کا پاس ولحاظ نہیں رکھ رہے ہیں، قارئین کو یاد ہی ہوگا کہ ابھی حال ہی میں اسپیکر کو ایک وزیر نے ایوان میں کہہ دیا تھا کہ ”بے چین مت ہوئیے“ اور یہ بات کم از کم دو بار کہی تھی، جس پر اسپیکر نے خفا ہوکر اپنی کرسی چھوڑ دی تھی اور اپنے کمرے میں جاکر بیٹھ گیے تھے، وزیر کے معافی مانگنے کے بعد ہی یہ معاملہ ختم ہوا تھا، یہ واقعہ بتاتا ہے کہ ایوان کے وقار کی پامالی میں کوئی کسی سے کم نہیں ہے۔

خصوصی مسلح پولیس قانون

بہار کے دونوں ایوانوں سے بہار خصوصی مسلح پولیس بل ۲۰۲۱ء پاس ہوگیا ہے، گورنر کے دستخط کے بعد اس بل کی حیثیت قانون کی ہوجائے گی، اس طرح ایک سو انیس سال سے بہار ملٹری پولیس کے نام سے کام کر رہے بی ایم پی (BMP) کا نام اب اسپیشل آرمیڈ فورس ہوگا۔

اس قانون کی رو سے بہار پولیس کو غیر معمولی اختیارات حاصل ہوگیے ہیں، اب وہ بغیر وارنٹ کسی کو بھی گرفتار کرسکتی ہے، تلاشی لے سکتی ہے، گرفتاری کے بعد اسے سزا دینے کا اختیار بھی مل گیا ہے، عدالت پولیس کے کہنے پر ہی جرم کا نوٹس لے گی، اس کا مطلب ہے کہ عدالت کے اختیارات بھی اس قانون کے پاس ہونے سے کم ہوئے ہیں، حالاں کہ وزیر اعلیٰ نتیش کمار کا کہنا ہے کہ ”مسلح دستوں کو جو اختیارات دیے گئے ہیں ان کی حد متعین ہے، دیگر ریاستوں میں بھی ایسا نظام موجود ہے، بقول ان کہ یہ ایسا قانون نہیں، جو لوگوں کو تکلیف دے گا، یہ لوگوں کی حفاظت کرنے والا قانون ہے۔

جب کہ بہار کے وزیر وجندر پرساد یادو کا کہنا ہے کہ ”بل بہار کی مسلح فورسز کے نام تبدیل کرنے اور انہیں مضبوطی دینے کا کام کرے گا“ ان کا کہنا ہے کہ بہار فی الحال اندرونی سلامتی کے معاملہ میں مرکزی حفاظتی دستوں پر منحصر ہے، اس قانون کے بعد مسلح دستوں کی جامع ترقی ہوگی اور ان میں خود انحصاری آئے گی۔

حکومت چاہے جو کہے اور اس بل کی حمایت میں جتنی تاویلات پیش کرے واقعہ یہ ہے کہ اس بال سے پولیس جس قدر بھی مضبوط ہو، یہ قانون عام شہریوں کے سروں پر ایک تلوار کی طرح ہے، بدعنوانی کے اس دور میں پولیس کو غیر معمولی اختیارات دینے سے وہ مجرموں کے ساتھ شریف شہریوں کو بھی ناپنے کا کام شروع کردے گی، یوپی میں پی اے سی، اور مرکز میں میسا یوا ے پی اے اور پوٹا وغیرہ کے ذریعہ حفاظتی عملوں کو اختیارات دیے گئے، اس کے جو نتائج سامنے آئے اور جس طرح بے گناہ شہریوں کو قید وبند کی صعوبتوں سے گذرنا پڑا وہ تاریخ کا الم ناک، کرب ناک اور شرم ناک باب ہے، اندیشہ ہے کہ بہار میں اس قانون کے نافذ ہونے سے تاریخ خود کو دہرانے نہ لگے۔

فوج کی بھرتی میں بدعنوانی

عام طور پر ملک کے فوجی نظام کے بارے میں شہریوں کی رائے اچھی ہے، اس کی ایک وجہ تو ان کی قربانیاں اور ملک کی سرحدوں کی حفاظت کے لیے ان کی خدمات ہیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ وہاں کی خبریں عام طور پر لوگوں تک نہیں پہونچتیں، فوجی افسران بیان بازی کے بھی عادی نہیں ہوتے، اس لیے پتہ نہیں چلتا کہ اندر میں کیا ہورہا ہے، اس لیے ہم لوگ سمجھتے ہیں کہ سب خیریت ہے۔

لیکن ابھی حال ہی میں افواج کی بھرتی میں فوجی افسران کی جو بدعنوانیاں سامنے آئی ہیں اس نے پورے بھارت کو تشویش میں مبتلا کردیا ہے، تازہ معاملہ میں سات فوجی افسران کے ساتھ تیئس (۲۳) لوگوں پر مرکزی تفتیشی ایجنسی (سی بی آئی) نے مقدمہ درج کیا ہے، ان حضرات پر یہ الزام ہے کہ انہوں نے روپے لے کر نااہل امیدواروں کی فوج میں بھرتی کرلی ہے، پانچ لفٹنٹ کرنل اور دو میجر کے علاوہ ان کے رشتہ داروں کو رشوت کی رقم مختلف ذرائع سے پہونچائی گئی اور اس کی وجہ سے ان حضرات نے فوج کی روایتی عزت کو تار تار کرکے امیدواروں کے انتخاب کرنے والی ایجنسی، (S.S.B) میڈیکل بورڈ اور بھرتی مرکز کے ضابطوں کی ان دیکھی کرکے رشوت لے کر بحالیاں کیں۔

فوجی بحالی میں اس قسم کی بدعنوانیاں پہلے بھی ہوچکی ہیں، ۲۰۱۷ء میں مہاراشٹر میں فوجی بھرتی امتحان سے قبل سوالات آؤٹ ہوگیے تھے، اس معاملہ میں تھانہ حلقہ سے کرائم برانچ نے اکیس لوگوں کو گرفتار کرلیا تھا، ان میں کئی فوج کے سبکدوش افسران اور برسرکار ذمہ داران تھے، اسی طرح ۲۰۱۸ء میں بھرتی میں جو بدعنوانیاں ہوئیں اس کی پاداش میں ایک سبکدوش (ریٹائر) حوالدار کے ساتھ پانچ اور لوگوں کی گرفتاری عمل میں آئی تھی، جو دلالی اور ٹھگی کے دستہ میں شامل تھے، فوج میں ملازمت کے لیے راز داری اور ایمان داری بنیادی شرط ہے، ان تینوں واقعات میں رازداری اور ایمان داری کا جنازہ نکل گیا ہے، ایسے میں ضروری ہے کہ سی بی آئی سخت رخ اختیار کرے اور پکڑے گیے لوگوں کی تحقیق وتفتیش کا دائرہ ان ملزموں کے ماضی اور ان کے رشتہ داروں تک بڑھائے تاکہ مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک فوج میں جاری رشوت اور بدعنوانی کی تہہ تک پہونچ کر اس کے تدارک کی شکلیں نکالی جاسکیں۔

اگر ایسا نہیں ہوا، اور نااہل ونکمے لوگ اس محکمہ میں شامل ہوگئے تو اس کے بڑے خراب اثرات ملک پر پڑیں گے، سرحدوں کی حفاظت دشوار ہوجائے گی اور ایسے فوجی جو خود ہی اپنے افسر کو خرید کر یہاں آئے ہیں ان کے بکنے میں کتنی دیر لگے گی، ماضی کے چند واقعات مثلاً اڑی سانحہ ہی کو سامنے رکھیں تو معلوم ہوگا کہ ہماری یہ بات محض مفروضے، خدشے اور اندیشے پر مبنی نہیں، بلکہ حقائق سے قریب تر ہے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ

لکھے: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

شیخ محمد علی صابونیؒ

موجودہ دور کے بڑے مفسر قرآن، مشہور عالم دین جامعہ ام القریٰ اور مسجد الحرام کے سابق استاذ شیخ محمد علی صابونی بن شیخ جمیل صابونی نے ترکی کے یالوva استنبول میں ۱۹/مارچ ۲۰۲۱ء مطابق ۶/شعبان ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ نماز سے قبل اکانوے (۹۱) سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شیخ محمد علی الصابونی کی پیدائش یکم جنوری ۱۹۳۰ء مطابق ۱۳۴۹ھ کو حلب (شام) میں ہوئی، ان کے والد شیخ جمیل صابونی حلب کے بڑے علماء میں تھے، شیخ محمد علی صابونی نے اپنے والد سے حفظ قرآن کی تکمیل کے ساتھ لغت، فرائض اور علوم دینیہ کی تعلیم پائی، ان کے اساتذہ میں شیخ محمد نجیب سراج، احمد شاع، محمد سعید الادبی، محمد راغب الطباخ محمد نجیب خیاطہ وغیرہ کا نام بھی آتا ہے، انہوں نے ابتدائی اور ثانوی تعلیم حلب کے مدرسۃ التجاریہ میں پائی، اس کے بعد حلب کے ہی مدرسہ خسرویہ میں اعلیٰ تعلیم کے لیے داخل ہوئے اور ۱۹۴۹ء میں تفسیر، حدیث، فقہ، کیمیا وغیرہ میں نصاب کی تکمیل کے بعد سند فراغ حاصل کیا، شام کے وزارت اوقاف نے انہیں اپنے صرفہ پر جامعہ ازہر قاہرہ مصر بھیج دیا ۱۹۵۲ء میں کلیۃ الشریعہ سے سند کے حصول کے بعد جامعہ ازہر ہی میں تخصص کے شعبہ میں داخلہ لیا اور ۱۹۵۴ء میں فراغت حاصل کی، جامعہ ازہر سے فراغت کے بعد انہوں نے مادر وطن شام کے شہر حلب کا رخ کیا اور ثانوی درجات میں ۱۹۶۲ء تک ثقافت اسلامیہ کے مضامین پڑھائے، اس کے بعد سعودی عرب منتقل ہو گیے اور مکۃ المکرمہ میں کم وبیش تیس (۳۰) سال، کلیۃ الشریعہ اور کلیۃ التربیۃ میں اسلامی موضوعات پڑھاتے رہے، اس کے بعد جامعہ ام القریٰ میں علمی مباحث اور تراث اسلامی کے احیاء کیلئے ان کا تقرر عمل میں آیا، وہ رابطہ عالم اسلامی کے ہیئۃ الاعجاز العلمی فی القرآن والسنۃ کے مشیر بھی مقرر ہوئے، اور چند سال تک اس عہدے پر کام کیا۔

شیخ صابونی کی علمی خدمات کا دائرہ انتہائی وسیع ہے، انہوں نے مسجد حرام مکۃ المکرمہ میں درس کے فرائض انجام دیے، موسم حج میں استفتاء کی ان کی مجلس لگا کرتی تھی، مکۃ المکرمہ اور جدہ کی مساجد میں ان کا ہفتہ میں درس قرآن ہوا کرتا تھا، یہ سلسلہ کم وبیش آٹھ سال تک انتہائی پابندی کے ساتھ جاری رہا، انہوں نے اپنی زندگی میں تفسیر قرآن کریم کے چھ سو سے زائد حلقے لگائے اور قرآن کریم کی تفسیر بیان کی، ان کی تینتیس (۳۳) سے زائد تالیفات وتصنیفات ہیں جن میں سب سے مشہور ان کی صفوۃ التفاسیر ہے، انہوں نے تفسیر ابن کثیر، تفسیر طبری، تفسیر روح البیان کی تلخیص کا کام بھی کیا، ان کا علمی میدان قرآن کریم اور اس کے متعلقات تھے، اس لیے ان کی بیشتر کتابوں کے موضوعات قرآن کریم ہی ہیں، حالاں کہ انہوں نے ریاض الصالحین کی شرح کے ساتھ فقہی موضوعات پر بھی اپنی علمی مہارت اور تحقیقی ذوق کا ثبوت دیا ہے، عقائد کے باب میں ان کا تعلق اشاعرہ سے تھا، وہ ماتریدیہ کے مقابل اشعری کو پسند کرتے تھے ان کی تصنیفات میں جگہ جگہ اس کے اثرات دیکھنے کو ملتے ہیں، ایک زمانہ میں ان کی صفوۃ التفاسیر عرب علماء میں انتہائی مقبول تھی، اور سعودی عرب کے ذریعہ ان کو گھر گھر پہونچانے کا کام کیا جاتا تھا، لیکن تقلید شخصی کے قائل ہونے اور صفات باری کے سلسلے میں اشاعرہ کے موقف کی تبلیغ کی وجہ سے عرب علماء ان کے مخالف ہو گیے اور ان کی کتابوں کی تقسیم بند ہوگئی۔

شیخ محمد علی صابونیؒ سے میری ملاقات ۲۰۰۷ء میں دبئی میں ہوئی تھی اسی سال ان کا انتخاب جائزہ دبئی قرآن کے لیے ہوا تھا، میں بھی ''دبئی انٹرنیشنل قرآن کریم ایوارڈ، کمیٹی'' حکومت دبئی کی دعوت پر مہمان خصوصی کی حیثیت سے جائزہ کے پروگرام میں مدعو تھا، حکومت کی طرف سے بن دلموک مسجد الراس، مسجد کرامہ سنٹر کرامۃ، مسجد سلامۃ بردبئی، مسجد الفتح بینک اسٹریٹ بردبئی اور مسجد الغریر دیرۃ دبئی میں علی الترتیب اسلام میں عبادت کا تصور اور اس کی حکمتیں، معاشرہ کی اصلاح کیوں اور کیسے، اسلام کا تصور مساوات، کبر، ام الامراض اور اسلام میں علم کی اہمیت پر میرا خطاب ہوا تھا، اس سلسلے کا بڑا پروگرام جمعیۃ الاصلاح القصیص روڈ دبئی میں ہوا تھا، جس کا عنوان تھا قرآن مکمل دستور حیات۔ میرے خطاب کے لیے بعد نماز عشا کا وقت مقرر تھا، خطاب کے بعد سوال وجواب کا سلسلہ دیر تک چلتا تھا، محمد بن راشد کے ایک ہوٹل جو کلاک ٹاور کے قریب تھا، مہمانوں کی رہائش رکھی گئی تھی، میرا قیام بھی وہیں تھا، گرچہ ہوٹل کا نام مجھے یاد نہیں رہا، البتہ خطاب کا سلسلہ ۲۷/ستمبر تا ۲/اکتوبر ۲۰۰۷ء جاری رہا۔

پروگرام کے آخری دن شیخ محمد علی صابونی کو متحدہ عرب امارات کا سب سے بڑا دبئی انٹرنیشنل قرآن کریم ایوارڈ پیش کیا گیا، اس موقع سے حکومت کا پورا عملہ خود دبئی کے حاکم اور متحدہ عرب امارات کے وزیر اعظم شیخ محمد بن راشد المکتوم بھی موجود تھے، جائزہ کے حصول کے بعد میں نے ان سے ملاقات کی، بڑی شفقت سے پیش آئے، اپنی تفسیر صفوۃ التفاسیر اور درس قرآن کے کئی کیسٹ عنایت فرمائے، کھانے کی میز پر دیر تک مختلف علمی مسائل پر گفتگو ہوتی رہی، اور میں ان کی مجلس سے بہترین تاثرات لے کر لوٹا، وہ بڑے علمی آدمی تھے، شریعت کے اسرار ورموز، قرآن کریم کی آیات اور شان نزول پر ان کی گہری نظر تھی، قرآن کریم سے خصوصی شغف نے ان کے اندر تواضع اور انکساری پیدا کی تھی، وہ علمی رعونت اور کبر سے کوسوں دور تھے۔

ان کی وفات کا سانحہ بڑا ہے، واقعہ ہے کہ جو چلا جاتا ہے وہ اپنی جگہ خالی چھوڑ جاتا ہے، لوگ پیدا ہوتے رہیں گے کاروبار زندگی چلتا رہے گا، لیکن دوسرا محمد علی صابونی نہیں پیدا ہوگا، علمی انحطاط کے اس دور میں شیخ صابونی علم وفن کے روشن چراغ تھے، کہنا چاہیے ایک روشن چراغ تھا نہ رہا اور یہ کہ ایک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خاموش ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

کتابوں کی دنیا

لکھے: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

محمود احمد کریمی کے مقالے اور انگریزی ترجمے

محترم جناب محمود احمد کریمی پیغمبر پوری کے دو مقالے ایک انگریزی اور ایک اردو میں زیر مطالعہ ہیں، انگریزی کتاب کا نام اقبال اینڈ ہز مشن (Iqbal and his mission) مطبوعہ اور اردو مقالہ اقبال کا تصور خودی ابھی غیر مطبوعہ ہے، ان دونوں مقالوں میں جناب محمود احمد کریمی صاحب نے اقبال کے اشعار پیش کر کے اس کی تشریح کی ہے، ان کا خیال ہے کہ اقبال کے تصور خودی کی بنیاد قرآن کریم ہے، انہوں نے اسرار خودی سے لے کر ارمغان حجاز تک میں جو لکھا اور جو فلسفہ پیش کیا وہ قرآن کریم سے ماخوذ ہے، جناب محمود احمد کریمی صاحب نے اقبال کے تصور خودی کو پانچ مرحلوں میں تقسیم کیا ہے، اثبات خودی، احساس خودی، تربیت خودی، تکمیل خودی اور ثمرۂ تکمیل خودی، پھر ان مراحل پر علامہ اقبال کے اشعار کی روشنی میں کلام کیا ہے، اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے کثرت سے علامہ کے فارسی اشعار نقل کیے ہیں اور ان کی روشنی میں اپنے تجزیہ کو آگے بڑھایا ہے، جناب محمود احمد کریمی صاحب ایل، ایل بی ہیں، صحت بھی کمزور ہے، لیکن لکھنے پڑھنے اور انگریزی میں ترجمہ کرنے کا شغل ان کا اب بھی جاری ہے، وہ فضول اور لایعنی باتوں کے ذریعہ یا دوسروں کے اقتباس نقل کر کے اپنے مقالہ کو ضخیم بنانے کے قائل نہیں ہیں، اس لیے ان کی انگریزی کتاب ''اقبال اینڈ ہز مشن'' اٹھاسی (۸۸) صفحات پر مشتمل ہے اور یہ ان کی باقاعدہ تصنیف ہے۔ حصول خودی کے بعد تربیت خودی کا دوسرا مرحلہ وہ ضبط نفس کو قرار دیتے ہیں جب انسان اس مرحلہ سے گذر جاتا ہے تو اسے نیابت الٰہی کا مقام حاصل ہو جاتا ہے اور وہ اس روئے زمین کی خلافت کا مستحق ہو جاتا ہے جو انسانی تخلیق کا اصل مقصد ہے۔

ان دونوں مقالوں میں جناب محمود احمد کریمی صاحب نے علامہ اقبال کا کلام کا جو تحلیل وتجزیہ کیا ہے اس سے ان کی فہم رسا اور فارسی اردو زبان پر لائق ستائش پکڑ کا علم ہوتا ہے۔ جناب کریمی صاحب اشعار کو انگریزی قالب میں ڈھالنے اور مناسب ترجمہ کرنے کی بھی مضبوط صلاحیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کی کتابیں عضویاتی غزلیں، ہر سانس محمد پڑھتی ہے (Encomilim to holy prophet) بکھرتی اکائیاں، شبنمی لمس کے بعد نعتیہ مجموعہ نبیوں میں تاج والے، ڈاکٹر امام اعظم کی کتاب قربتوں کی دھوپ، ڈاکٹر منصور خوش تر کی کتاب کچھ مخمل خوابوں کی، امام الہدیٰ انور آفاقی کی کتاب لمسوں کی خوشبو کو انگریزی قالب عطا کیا ہے، اس کے علاوہ انہوں نے ابوالبلال صدیقی کی مترجم قصیدہ بردہ اور سورۃ یٰسین شریف کا بھی ترجمہ پیش کر کے اہل علم وفن سے داد وتحسین پائی ہے، انہوں نے علامہ اقبال کے نوائے سروش کو بھی انگریزی لباس عطا کیا ہے، ان کی خدمات پر انہیں ۲۰۱۶ء میں میر امن دہلوی ایوارڈ اور شکیل الرحمٰن ایوارڈ سے ۲۰۱۸ء میں نوازا جا چکا ہے۔

''اقبال اینڈ ہز مشن'' کی طباعت خوبصورت اور دیدہ زیب انداز میں ایجوکیشن پبلیشنگ ہاؤس دہلی نے کیا ہے، مضبوط بائنڈنگ، ہارڈ جلد بندی کے ساتھ دو سو روپے قیمت رکھی گئی ہے، جو اردو کے قاری کے لیے زیادہ ہے، کتاب انگریزی میں ہے اس لیے انگریزی دانوں کی قوت خرید کا اعتبار کیا گیا ہے، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی کے علاوہ کوئی اور پتہ درج نہیں ہے، اس لیے شائقین کو وہیں سے حاصل کرنا ہوگا، چاہیں تو مصنف کے مسکن سیناپتھ کالونی ڈاک خانہ لال باغ دربھنگہ پن کوڈ ۸۴۶۰۰۴ سے بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔

ملفوظات حبیب الامت

حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ قاسمی بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور، سنجر پور، اعظم گڈھ یوپی گوناگوں خصوصیات وصفات کے حامل عالم دین وفقیہ، اور صاحب نسبت بزرگ ہیں، حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی اور حضرت مولانا عبدالحلیم جون پوری سے روحانی فیض حاصل کیا اور آخر میں اجازت بیعت سے شرفیاب ہوئے، وہ اپنے علم وفضل، زہد وتقویٰ اور معرفت وسلوک میں یکتائے زمانہ ہیں، مدت قیام سے اب تک سیکڑوں طالبان علوم نبوت نے یہاں سے اپنی علمی تشنگی بجھائی ہے، اس حقیر کو اس علمی گہوارہ کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی ہے، دیکھ کر دلی مسرت ہوئی کہ یہاں کا تعلیمی اور تربیتی نظام قابل رشک ہے، مفتی صاحب نے اس ادارہ کو ہر جہت سے ممتاز بنانے کی جدوجہد کی، یہاں سے تحقیق وریسرچ، فقہ وفتاوی پر خاص کام ہوا ہے، اس کے ساتھ ہی طلبا اور عوام کی اصلاح وتربیت اور تزکیہ کے لئے ان کا ایک خانقاہی نظام بھی چلتا ہے، جس میں قرب وجوار کی بستیوں کے لوگ بکثرت شرکت کرتے ہیں، آپ کی مجالس علم وحکمت بھی کافی اثر انگیز رہتی ہے، ان مجالس میں شریعت اسلامی کے احکام اور اس کے اسرار ورموز پر گفتگو ہوتی ہے، ان میں اہل دل کے واقعات بھی بیان کئے جاتے ہیں اور اکابر واسلاف کے علمی لطائف بھی، جس میں جا بجا مفتی صاحب اپنی طرف سے تشریحات بھی کرتے ہیں، جن کے سننے اور پڑھنے سے دل میں گداز پیدا ہوتا ہے اور ایمان ویقین میں پختگی آتی ہے، آپ کے ان ملفوظات وافادات کو ان کے تلمیذ رشید مولانا مفتی رفیع الدین قاسمی حبیبی نے ''ملفوظات حبیب الامت'' کے نام سے مرتب کر کے کتابی شکل میں شائع کر دیا ہے جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے، شروع کتاب میں مرتب نے ایک پُر از معلومات مقدمہ بھی سپرد قلم کیا ہے، جس میں مفتی صاحب کے علمی کارناموں اور ملفوظات کی افادیت پر روشنی ڈالی ہے، جس میں ضرورت سے زیادہ مبالغہ آرائی ہے۔

۳۲۰ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں تصوف واحسان اور کشف وکرامت سے متعلق دو سے زیادہ اثر انگیز واقعات پیش کئے گئے ہیں، جن کے مطالعہ سے عرفانی ذوق پیدا ہوتا ہے، بزرگوں کی سادہ سادہ باتوں میں جو تاثیر ہوتی ہے کتاب اس کا بہترین نمونہ ہے، البتہ کتاب کی ترتیب میں غیر ضروری سلسلہ کلام کو حذف کر دینا چاہیے، جا بجا واقعات کے درمیان مثلاً سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے، کا تکرار کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ ٹائٹل پر، تالیف اور اندرون صفحہ مصنف طبع ہے، میرے خیال میں یہ دونوں غلط ہے، اس لئے یہ کتاب دراصل مفتی صاحب کے ملفوظات کا مجموعہ ہے اس لئے افادات لکھنا چاہئے۔ ویسے مجموعی اعتبار سے یہ کتاب قابل قدر ہے اور ہر مسلمان کے مطالعہ کے لائق ہے، طباعت اور کاغذ بھی عمدہ ہے۔ اہل ذوق ۲۵۰/روپے بھی کر مکتبہ الحبیب جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور، سنجر پور، ضلع اعظم گڑھ سے طلب کر سکتے ہیں۔ (مولانا رضوان احمد ندوی)

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

✍: مولانا رضوان احمد ندوی

سلطان شمس الدین التمش
تاریخ ہند کا ایک مثالی بادشاہ

سلطان شمس الدین التمش (۱۲۱۱ء، ۱۲۳۵ء) ہندستان کے ایک بڑے درویش صفت، عدیم المثال فرماں روا گذرے ہیں، یہ دراصل ترکستان کے قبیلہ البری کے ایک معزز خاندان کے چشم و چراغ تھے، ان کے والد ماجد ایلم خان اپنے قبیلہ کے ایک بڑے بہادر شخص تھے، دور دراز علاقوں تک ان کی خاندانی وجاہت کا شہرہ تھا، ان کے کئی لڑکے تھے، لیکن التمش اپنے والد کے نور نظر تھے، اس لئے وہ بھائیوں کی نظروں میں کھٹکنے لگے، ان کے بھائیوں نے عداوت و دشمنی میں وہی سلوک کیا جو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آپ کے ساتھ کیا تھا، التمش کے بھائیوں نے اس یوسف ترکستان کو شکار کے بہانے صحرا میں لے جا کر ایک سوداگر کے ہاتھ بیچ ڈالا، سوداگر اس کو بخارا لے گیا، جہاں اس شہر کے صدر جہاں کے ایک عزیز نے اس کو خرید لیا، یہاں ان کی پرورش و پرداخت ہوتی رہی، اس زمانہ کا ایک واقعہ ہے کہ صدر جہاں کے خاندان کے کسی فرد نے انگور خریدنے کے لئے بازار بھیجا، اتفاق ایسا ہوا کہ سکہ راستہ میں کہیں گر گیا، التمش بیٹھ کر رونے لگے کہ مالک کو کیا جواب دوں گا، اتنے میں ایک درویش ان کے پاس آئے، ان کے سر پر دست شفقت پھیرا اور رونے کی وجہ دریافت کی، التمش نے بتایا کہ راستہ میں سکہ گر گیا ہے، اس درویش نے ان کو انگور خرید کر دیا اور یہ نصیحت کی کہ اگر خدا تجھے بادشاہ بنا دے تو تو بھی فقیروں اور حاجت مندوں کی خبر گیری کرنا، ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا جیسا کہ اس وقت تیرے ساتھ کیا گیا، اس واقعہ کے بعد جب وہ دہلی کے بادشاہ ہوئے تو کہا کرتے تھے کہ بادشاہی درویشوں کی توجہ و عنایت سے ملی، تقدیر نے التمش کو صدر جہاں کے خاندان سے بھی جدا کر دیا، یہاں سے غزنی کے ایک سوداگر کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا، اس زمانے میں غزنی میں سلطان شہاب الدین غزنی کی حکومت تھی، اس نے التمش کی ذہانت و فطانت اور تہذیب و شائستگی کو دیکھ کر سوداگر سے خرید لیا، ایک عرصہ کے بعد ہندستان کے بادشاہ قطب الدین ایبک (۱۲۱۰ء) غزنی آئے، انہوں نے سلطان کے گھر پر التمش کو دیکھا اس کی پیشانی کی سلوٹوں کو دیکھ کر اندازہ لگالیا کہ مستقبل میں یہ بچہ بڑا ہونہار ہوگا۔ اس لئے انہوں نے سلطان شہاب الدین سے خرید کر ہندستان لے آیا، قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ قطب الدین ایبک بھی ایک زر خرید غلام تھے، ان کو نیشاپور کے ایک سوداگر نے خریدا اور قاضی فخر الدین کے ہاتھ فروخت کر دیا، کہا جاتا ہے کہ ان کے ہاتھ کی انگلیاں مخدوش تھیں اس لئے لوگ انہیں ایبک شل یعنی خستہ انگشت کہتے تھے، جو آگے چل کر ایبک سے مشہور ہوئے، انہوں نے التمش کو اپنے بیٹے کی طرح خوب پڑھایا لکھایا اور فوجی تربیت دی، انہوں نے بھی خدمت و محنت اور شجاعت و بہادری سے بادشاہ سے اس قدر قربت حاصل کر لی کہ وہ ان کی نگاہ میں ہر دل عزیز ہو گئے، حتی کہ بادشاہ نے اپنی لڑکی سے ان کی شادی کر دی اور پھر بدایون اور گوالیار کی حکومت بھی سپرد کر دی، انہوں نے سلطنت کو وسعت دی، جس کی وجہ سے اعیان سلطنت بھی قدرداں ہو گئے، اور جب قطب الدین ایبک کی ۱۲۱۰ء میں وفات ہوئی تو ہندستان کے بادشاہ بھی مقرر ہو گئے، گرچہ امراء سلطنت نے ایبک کے لڑکے آرام شاہ کو تخت سلطنت پر بیٹھایا، لیکن ایک سال کے عرصہ کے بعد ہی حکومت کے تانے بانے بکھرنے لگے، جب حالات زیادہ خراب ہو گئے تو یہی امراء نے التمش کو دہلی کے تخت پر بیٹھایا، تخت نشیں ہوتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ سلطنت کے لرزتے بکھرتے ستونوں کو استحکام بخشا، صوبہ داروں میں فکری ہم آہنگی پیدا کی، علماء و صلحاء کو اپنا مشیر کار بنایا اور ان کے مشوروں کی روشنی میں حکمت و تدبیر کے ساتھ تمام مشکلات پر قابو پایا، بادشاہت حاصل کرنے کے بعد ملک کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوئے، جنگی مہمات کی قیادت کی جس کے نتیجہ میں فتوحات کے دروازے کھلنے شروع ہو گئے، انہوں نے اپنے عہد میں اجین، سیالکوٹ، بنارس، دربھنگہ، حصار وغیرہ علاقوں کو فتح کیا اور ہر جگہ کی رونق کو بڑھا دیا، ان کے عہد میں مظلوموں کو جلد انصاف مل جاتا تھا، انہوں نے ایک حکم جاری کیا تھا کہ جتنے مظلوم ہوں سب رنگین کپڑے پہنیں" جب وہ دربار میں بیٹھتے تھے اور کسی آدمی کو رنگین لباس پہنے ہوئے دیکھتے تو فوراً ان کی طرف متوجہ ہوتے اور ان کے مسئلہ کو حل کرتے تھے، رعایا پروری ایسی تھی کہ ان کے عہد میں کوئی بھوکا پیاسا انہیں ملتا تو فوراً ان کی خبر گیری کرتے اور وظائف مقرر کر دیتے ان کی جود و سخا کا شہرہ ایران و ترکستان تک پھیل چکا تھا، جب چنگیزوں نے عراق و بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی تو یہاں کے علماء و فضلاء ہجرت کر کے ہندستان آنے لگے، التمش ہر ایک سے غایت تعظیم و تکریم سے پیش آئے، جب جلال الدین تبریزی دہلی تشریف لائے تو ان کا شہر سے باہر جا کر استقبال کیا، ان کو علماء و صوفیاء سے حد درجہ عقیدت و محبت تھی، محل میں ہفتوں ان کی محفلیں سجاتے اور فیضیاب ہوئے، اس عہد کے صلحاء و علماء سلطان وقت کو بادشاہت کے فرائض سے آگاہ کرنے میں بڑے حق گو اور صاف گو واقع ہوئے تھے، مولانا سید نور الدین مبارک غزنوی نے اپنے ایک وعظ میں فرمایا کہ بادشاہوں کی نجات ان چار چیزوں کے عمل پر ہے۔

(۱) وہ اسلام کی حمیت کو برقرار رکھیں اور بادشاہت کے قہر و سطوت اور عز و ناز کو اعلاء کلمۂ حق اور شعار اسلام کو بلند کرنے، امر معروف و نہی منکر کے لئے احکام شرعی کو رواج دینے میں صرف کریں۔

(۲) دین کی حمایت ہی میں ایک بادشاہ کی نجات ہے اور دین کی حمایت یہ ہے کہ وہ اہل اسلام اور اسلامی شہروں اور قصبوں کے درمیان سے فسق و فجور اور گناہ و معصیت کو قہر و سطوت کے ذریعہ بالکل ختم کر دے اور فاسق و فاجر کو سخت سے سخت سزا ئیں دیکر ان کے کام و دہن کے لئے فسق و فجور کو زہر سے زیادہ تلخ کر دے اور ایسے پیشہ ور گنہگاروں کے لئے جو اسلام کے پیرو ہونے کے باوجود تمام عمر گناہ کبیرہ کرتے رہے ہیں، ان کی دنیا انگوٹھی کے حلقہ سے بھی زیادہ تنگ کر دے، تاکہ وہ ہمیشہ کے لئے معصیات سے باز آجائیں۔

(۳) دین کی حمایت ہی میں بادشاہوں کی نجات ہے، اور حمایت اس طرح ہو سکتی ہے کہ دین محمدی کے احکام کی اشاعت کے لئے اہل تقویٰ زاہد خدا ترس اور دیندار لوگ مقرر کئے جائیں اور بددیانتوں، دھوکے بازوں، حیلہ گروں، دنیا کے عاشقوں اور فریب دینے والوں کو مسند حکومت پر نہ بٹھائے اور نہ طریقت کی رہنمائی کے لئے ان سے کہا جائے اور نہ ان کو فتنے فساد کرنے کا حق دیا جائے۔

(۴) دین کی حمایت ہی میں بادشاہ کی نجات ہے اور یہ حمایت عدل گستری اور انصاف پروری میں بھی ہے، بادشاہ عدل و انصاف میں انتہا پسند ہو، ظلم و تعدی اس کے ملک میں مطلق نہ ہو، جب تک پورے قہر اور سطوت سے ظالموں کے ظلم کو دور نہ کرے وہ عدل پروری کا حق ادا نہیں کر سکتا ہے۔

انہیں بنیادوں پر التمش کو اولیاء کرام سے محبت تھی، بزرگان دین میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے بے پناہ عشق و محبت تھی اور وہ بھی التمش کو عزیز رکھتے تھے، لیکن ان کے مال و دولت سے فائدہ اٹھانا شان درویشی کے خلاف سمجھتے تھے، گھر میں فاقہ پر فاقہ گذر جاتا لیکن اس کی خبر التمش کو ہونہیں پاتی، انہوں نے کئی بار کچھ گاؤں قبول کرنے کی پیش کش کی مگر خواجہ نے بے نیازی اختیار کی، خواجہ صاحب نے خود فرمایا کہ التمش نیک و صالح طبیعت کے حکمراں ہیں، وہ راتوں کو جاگتے ہیں، نماز و تہجد کا اہتمام کرتے ہیں، رات کو گدڑی پہن کر باہر نکل جاتے ہیں، لوگوں کے حالات معلوم کرتے ہیں اور اس کی مدد کرتے ہیں جس کا ذکر کسی سے نہیں کرتے، عدل و انصاف سے کام لیتے ہیں، (فوائد السالکین)

اس طرح خواجہ صاحب کو التمش سے قلبی لگاؤ تھا اور التمش نے بھی خواجہ صاحب سے روحانی تعلق قائم کیا اور عبادت و ریاضت کے ذریعہ ولایت کے مدارج علیا پر فائز ہوئے، تذکرہ نگاروں نے لکھا کہ جب ۶۳۴ھ میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وفات ہوئی تو ان کے جنازہ کی نماز میں دہلی اور اس کے مضافات کے سیکڑوں علماء و مشائخ شریک ہوئے، جنازہ سامنے رکھا ہوا ہے، خواجہ ابو سعید نے بلند آواز میں خواجہ کاکی کی وصیت سنائی کہ ان کے جنازہ کی نماز ایسا شخص پڑھائے جو ہمیشہ عفیف رہا ہو، عصر کی سنتیں قضا نہ کی ہو، ہمیشہ نماز باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ پڑھی ہو، اس وصیت کے معیار پر کوئی نہ اترا، جب کسی نے امامت کے لئے سبقت نہیں کی تو یہ کہتے ہوئے التمش آگے بڑھے کہ میری خواہش تو یہی تھی کہ میرے حال سے کسی کو واقفیت نہ ہو، لیکن خواجہ کے حکم کے آگے کوئی چارہ نہیں، پھر جنازہ کی نماز پڑھائی ایک طرف اپنے کاندھے پر جنازہ اٹھایا اور بقیہ تین طرف اولیاء اللہ اپنے اپنے کاندھوں پر قطب صاحب کے جسد مبارک کو مدفن (قبرستان) تک لے گئے (خزینۃ الاصفیاء)

سلطان التمش بادشاہ ہونے کے باوجود ایک خدا ترس اور متقی و پرہیز گار انسان بھی تھا، انہوں نے اپنی دینداری سے نہ صرف اپنے باطن کو سنوارا بلکہ مسلمانوں کے اخلاق و کردار کو بھی درست کیا جس کی وجہ سے اسلام کی رفعت و شوکت بڑھی، انہوں نے خانقاہوں کے درویشوں کو تحائف بھیجے، مساجد کی تعمیر اور اس کو پر کشش بنانے پر خاص توجہ دی، عوام کے لئے فلاحی اسکیمیں بنائیں اور مدارس کے اساتذہ کی مالی معاونت کرتے رہے، اس طرح انہوں نے ۲۵ رسال تک نہایت ہی شان و شوکت کے ساتھ ہندستان کی حکومت کی اور ۱۲۳۵ء میں عالم جاوداں کو سدھار گئے، فوائد الفواد میں حضرت حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کے حوالہ سے یہ روایت مذکور ہے کہ سلطان کی وفات کے بعد لوگوں نے ان کو خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ خداوند قدوس نے تمہارے ساتھ کیا کیا، تو انہوں نے جواب دیا کہ میری بخشائش میرے حوض کی بدولت ہوگئی، یہ حوض سلطان نے ۶۲۷ء میں تعمیر کیا تھا، اس حوض کے متعلق کہا جاتا ہے کہ جب سلطان شمس الدین التمش نے اس کو بنوانے کا ارادہ کیا تو ارکان سلطنت کے ساتھ زمین تلاش کرنے کو نکلا اور جب اس جگہ پہونچے جہاں پر اس وقت حوض ہے تو اسی سرزمین پر حوض کھدوانے کا ارادہ کیا، محل واپس آئے تو رات کو نماز پڑھ کر مصلی پر ہی سو گئے خواب میں دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہیں گھوڑے پر سوار ہیں، التمش آپ کے سامنے گر پڑے اور جب اٹھے تو گھوڑے نے زمین پر ٹھوکر ماری جس سے پانی ابلنے لگا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس جگہ حوض بناؤ، چنانچہ اس نے اسی حکم کی تعمیل میں اسی جگہ حوض کھدوایا، جس کا پانی بہت ہی شیریں نکلا، جو بعد میں حوض شمس کے نام سے متعارف ہوا، گویا اس حوض کی دو برکتیں ہیں، ایک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کی برکت اور دوسری یہ کہ یہاں بڑے بڑے بزرگان دین محو خواب ہیں۔

یہ ایک بڑا کارنامہ تھا سلطان التمش کا اور یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ اس بادشاہ کا شمار اسلامی تاریخ کے ان حکمرانوں میں کیا جا سکتا ہے جن پر ان کی اعلی سیرت اور اعلی کردار کی بدولت مسلمانوں کو ناز ہے جنہوں نے علم و تمدن میں بھی بڑی خدمت انجام دی، اس لئے علمی حیثیت سے بھی ان کا دور نہایت ممتاز رہا ہے، مگر افسوس یہ ہے کہ ہماری نئی نسل اپنے مخلصین و فاتحین کے تاریخی کارناموں سے نابلد ہوتی جارہی ہے اور ستم بالائے ستم یہ بھی کہ مرکزی حکومت کے اعلی عہدیدار بھی انکے مجاہدانہ کارناموں پر پردہ ڈال رہے ہیں، نئی قومی تعلیمی پالیسی کے نصاب تعلیم میں بھی اسلامی عہد کی تاریخ پر توجہ نہیں دی گئی، جو کہ افسوسناک ہے۔

آثار قدیمہ ترے سائے میں کھڑا ہوں
ڈوبے ہوئے سورج کی کرن ڈھونڈ رہا ہوں

اس لئے آپ اس موضوع پر مستند کتابوں کو پڑھیں اور اپنے بچوں کو بھی ان کے کارناموں سے واقف کرائیں، تاکہ وہ بھی احساس کمتری کے خول سے باہر نکلیں اور نئے عزم و حوصلہ اور نئی توانائی کے ساتھ عزت و خوشحالی کی زندگی گذار سکیں۔

Scanned with CamScanner

اسلام کی عالمگیر تعلیمات

ڈاکٹر محمد راشد

اسلام محض چند مخصوص عبادات کی ادائیگی یا بعض متعین اوقات میں کچھ خاص مذہبی اعمال ورسومات کی پابندی کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ ایک مکمل نظام حیات ہے اور زندگی کے تمام معاملات میں خالق کائنات اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری، ان کے احکام کی بجا آوری کا نام ہے اور جس کی تعلیمات کا بنیادی اور اولین ماخذ قرآن مجید اور احادیث رسولؐ ہیں۔ حدیث پاک میں ہے "میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑیں جا رہا ہوں، جب تک تم ان پر کار بند رہوگے گمراہ نہیں ہوگے، اور یہ اللہ کی کتاب اور میری سنت ہے"۔ دوسرے لفظوں میں اسلام وہ طریقہ زندگی ہے جس میں ایک انسان خود کو اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے سپرد کردیتا ہے اور خودسپردگی نیز اطاعت وفرمانبرداری ہی اسلام کا لغوی معنیٰ بھی ہے اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری کا لازمی نتیجہ امن وسلامتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امن اسلامی تعلیمات کا لازمی نتیجہ ہے۔

اسلام کا انسانی زندگی سے گہرا تعلق ہے جو اس کی سماجی وسیاسی اور دینی ودنیوی دونوں امور میں مکمل رہنمائی کرتا ہے اور انسان کی زندگی میں پیش آنے والے مسائل ومشکلات میں اس کا بہترین حل پیش کرتا ہے۔ ارشاد پاک ہے: اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ (الاسراء:۹) بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھی ہے۔ اسی لئے اسلام کو قرآن مجید میں دین کامل اور تکمیل نعمت سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا: "آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کردیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی ہے اور اسلام کو تمہارے لئے تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کرلیا ہے" (المائدہ:۳) مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "دین کو مکمل کردینے سے مراد اس کو ایک مستقل نظم فکر وعمل اور ایک ایسا نظام تہذیب وتمدن بنادیتا ہے جس میں زندگی کے جملہ مسائل کا جواب اصولاً یا تفصیلاً موجود ہو۔ اور ہدایت ورہنمائی حاصل کرنے کیلئے کسی حال میں اس سے باہر جانے کی ضرورت پیش نہ آئے۔" اگر ادیان ومذاہب پر نظر ڈالی جائے تو وہ جامعیت کے اس وصف سے خالی نظر آتے ہیں، ان مذاہب کے ماننے والوں کے نزدیک دین بظاہر چند مخصوص اعمال ورسوم کی ادائیگی تک ہی محدود ہے نیز ان کے ماننے والوں کی طرف سے بھی ان کے دین کامل ہونے کا کوئی دعویٰ بھی نظر نہیں آتا۔ ان کے نزدیک مذہبی اور دیندار ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ انسان دنیا کے کاروبار اور مشاغل سے خود کو الگ کرلے اور زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ انسان سنیاسی یا تارک الدنیا بن کر جنگلوں میں اپنی زندگی گزارے۔ یا رہبانیت اختیار کرلے اور تجرد کی زندگی بسر کرے اور ازدواجی زندگی اور آل واولاد سے کنارہ کشی اختیار کرلے۔ ظاہر ہے ایسا شخص زندگی کی بھاگ دوڑ اور حصول رزق کی جدوجہد میں اپنے ابناء جنس کا معاون ومددگار اور ان کا سہارا بننے کے بجائے خود ہی قدم قدم پر دوسروں کے سہارے اور ان کی مدد کا محتاج بن جاتا ہے اور اپنوں کا بوجھ اٹھانے کے بجائے خود دوسروں پر ایک بوجھ بن جاتا ہے۔ اسلام اس کو دیندار نہیں کہتا، اسلام کی نگاہ میں دوسروں کے کام آنا، ان کا بوجھ اٹھانا ہی اصل دینداری ہے، انسان کا دوسروں کے کام آنا ہی اصل مقصد حیات ہے جب کہ وہ بھی اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی کیلئے ہو، حضرت انسؓ کی روایت ہے: "ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، بعض لوگوں نے روزہ رکھا اور بعض نے نہیں رکھا۔ روزہ نہ رکھنے والوں نے کافی مستعدی کے ساتھ کاموں میں حصہ لیا، جب کہ روزہ نہ رکھنے والے زیادہ کام نہ کرسکے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج روزہ نہ رکھنے والے ثواب میں آگے نکل گئے۔" عملی زندگی میں انسان کا اپنا بار دوسروں پر ڈالنے کے بجائے خود دوسروں کا بوجھ اٹھانے اور ان کی مدد کرنے کو ترجیح دیتا ہے، چنانچہ عملی زندگی میں ایک دوسرے کا تعاون کرنا اسلام کا بنیادی وصف ہے۔

قانون اور ضابطہ زندگی کی ضرورت: یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان اجتماعیت پسند ہے، وہ سماجی اور معاشرتی زندگی بسر کرنے کیلئے فطرتاً مجبور ہے۔ اس سے ایک دوسرے کے ضروریات کی تکمیل اور وسائل زندگی کی فراہمی میں مدد ملی ہے، ساتھ ہی اجتماعی ومعاشرتی میں باہم اختلافات کا پیدا ہونا بھی ایک فطری حقیقت ہے، انسان کے اندر غیظ وغضب، ظلم وزیادتی، حق تلفی اور ناانصافی کا مادہ بھی پایا جاتا ہے، جیسا کہ اس حقیقت کی طرف قرآن کریم نشاندہی کرتا ہے: "اور واقعہ یہ ہے کہ مل کر ساتھ رہنے والے اکثر ایک دوسرے پر زیادتیاں کرتے رہتے ہیں بس وہی لوگ اس سے بچے ہوئے ہیں جو اللہ پر یقین رکھتے ہیں اور ایسے لوگ کم ہیں" (ص:۲۴)

انسان کا نفس بھی بنسبت خیر کے بدی کی طرف زیادہ مائل رہتا ہے، جیسا کی قرآن مجید میں ہے: "میں اپنے نفس کی برأت نہیں کر رہا ہوں نفس تو برائی پر اکساتا ہی ہے" (یوسف:۵۳) آپسی اختلافات جب شدید ہوجاتے ہیں تو ظلم وزیادتی، حق تلفی، ناانصافی اور قتل وخونریزی کا ایک سلسلہ شروع ہوجاتا ہے جس کے نتیجے میں معاشرے کے امن وسکون کو جو کہ زندگی کی بقاء اور انسان کی خوشحالی کیلئے بنیادی عنصر ہے، شدید خطرہ لاحق ہوجاتا ہے۔ اس لئے سماج اور معاشرے کو پُرامن رکھنے کیلئے کچھ اصول وقوانین کی ضرورت ہوتی ہے جن کی پابندی معاشرے کے ہر فرد کیلئے لازمی ہوتی ہے۔

انسان کے بنائے ہوئے قوانین مصلحت پر مبنی ہوتے ہیں: سوال یہ ہے کہ ایک پُرامن معاشرے کی تشکیل کیلئے انسان جس قانون اور ضابطۂ زندگی کا محتاج ہے وہ اس کو کہاں سے حاصل ہوگا۔ اس کو بنانے اور قوانین کو وضع کرنے کا اہل انسانوں میں سے کوئی ہے یا نہیں۔ چنانچہ انبیاء کرام کے علاوہ جو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے لوگوں کے اخلاق واعمال کی اصلاح کیلئے مامور ومبعوث ہوتے ہیں، عام انسانوں میں کوئی اس کا اہل نہیں کہ وہ دوسروں کیلئے قانون وضع کرے اور دوسرے لازماً اس کے بنائے ہوئے قوانین کی اتباع کریں۔ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین وقتی مصلحتوں پر مبنی ہوتے ہیں، حکومتیں جو قوانین بناتی ہیں ان سے عوام کی فلاح وبہبود اور ملک میں امن امان سے زیادہ اپنی حکومت کو دوام واستحکام بخشنا مقصود ہوتا ہے۔ حکومتیں اپنے مفادات کو پیش نظر کر قوانین بناتی ہیں، کسی ایک انسان یا کسی انسانی جماعت کا بنایا ہوا قانون تمام انسانوں کو نہ تو مطمئن کرسکتا ہے اور نہ ہی سب کیلئے قابل قبول ہوسکتا ہے۔

فی الحقیقت انسان زندگی کی فلاح وسعادت کیلئے قانون بنانے کا اہل نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ انسانوں کے ذریعہ بنائے ہوئے قوانین کو بار بار بدلنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ علامہ سلیمان ندویؒ نے بعثت انبیاء اور قانون وشریعت کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں: "نوع انسان کو اپنے اختیاری اعمال وحرکات اور مصلحتی معاملات میں باہمی اجتماع اور تعاون کی ضرورت ہے، اگر انسانوں میں یہ اجتماع اور تعاون نہ ہو تو انسان کا کوئی فرد زندہ نہ رہے۔ نہ جان ومال، عزت وآبرو کی حفاظت ہوسکے۔ اسی بقائے نفس اور جان ومال اور عزت وآبرو کے تحت اصول کا نام شریعت ہے"۔ انہیں اصول وقوانین کی وجہ سے سماج میں انسان کو دوسروں کا تعاون حاصل ہوتا ہے جس کے ذریعہ انسان اپنے لئے زندگی کا سامان فراہم کرتا ہے اور اسی کے ذریعہ نوع انسانی کی زندگی اور انکی دولت وجائداد اور عزت وآبرو کے بچاؤ کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایک ایسا قانون جو بالکل غیر جانب دار اور تمام انسانوں کے لئے یکساں مفید اور قابل قبول ہو کیسے اور کہاں سے حاصل ہوسکتا ہے۔ علامہ سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں: "اس تعاون کے اصول ضرور یہ یہ ہیں کہ مرتب محدود اور معلوم ہوں اور وہ اس طرح بنائے جائیں جن میں کسی شخص، خاندان، قبیلہ، قوم اور ملک کے فوائد کی ترجیح نہ ہو بلکہ ان میں سب کا برابر فائدہ ہو۔ ظاہر ہے کہ ایسا قانون انسان کے ذریعہ ممکن نہیں بلکہ الٰہی اور تعلیم ربانی سے بن سکتا ہے، مطلب یہ ہے کہ محض کسی انسان کی عقل سے جو بہر حال کسی خاص شخص یا کسی خاص خاندان، قبیلہ، قوم اور ملک کا ہوگا ایسا غیر جانب دارانہ قانون جس میں تمام مخلوقات کی حیثیت یکساں ہو اور کسی طرف پلہ جھکنے نہ پائے اور تمام عالم کیلئے واجب العمل ہو، محال ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ یہ اصول اسی کی طرف سے وہی ہوں جس کے ہاتھ میں نظام عالم کی باگ ڈور ہے اور جو پورے نوع انسانی کے اندرونی وبیرونی احوال وکیفیات کے رموز سے باخبر ہے"۔

مذاہب عالم میں اسلام ہی وہ واحد دین ہے جو دین اصل کے وصف سے متصف اور قوانین کی ضرورت اور اس کو وضع کرنے کی اہلیت کے معیار کے عین مطابق ہے، یہی وہ دین ہے جو انسانوں کے خالق ومالک کی طرف سے سارے انسانوں کیلئے ضابطۂ زندگی، نظام سیاست وحکومت اور ان کے حق میں رحمت بناکر نازل کیا گیا ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء:۱۰۷) اے نبی ہم نے تم کو در اصل دنیا والوں کے حق میں رحمت بناکر بھیجا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محسن انسانیت ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے دنیا کو جو دین اور نظام زندگی ملا ہے وہ فی الحقیقت انسانوں کے حق میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت ومہربانی اور ایک عظیم نعمت ہے۔ لیکن خواہشات نفس میں مبتلا سلاطین اور حکمراں طبقے کی طرف سے ہمیشہ اللہ کی اس عظیم نعمت پر دنیا میں فتنہ وفساد اور بدامنی کا الزام لگتا رہا ہے، قرآن مجید میں متعدد ایسی آیات ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام پر اس طرح کے بے بنیاد الزامات لگانے اور اسلام کی مخالفت میں ہمیشہ وہی طبقہ پیش پیش رہا ہے جنہیں دنیا میں مال ودولت، جاہ ومنصب اور حکومت واقتدار حاصل رہا ہے، حکمراں طبقہ کبھی یہ نہیں چاہتا ہے کہ ان کی حکومت واقتدار کو کوئی خطرہ لاحق ہو یا اس کو زوال آئے، یہ حکمراں طبقہ اسلام کو ہی اپنے اقتدار وحکومت کی بقاء میں سب سے بڑا خطرہ سمجھتا ہے، چنانچہ عوام کو اپنے زیر اثر اور زیر حکمرانی رکھنے کیلئے وہ اس طرح کے الزامات لگاتا ہے تاکہ بھولے بھالے عوام کو اسلام سے دور اور اس سے متنفر کیا جاسکے اور انہیں اسلام کی تعلیمات کو صدق دل سے سمجھنے اور اس پر غور وفکر کرنے کا موقع ہی نہ مل سکے۔

قرآن مجید میں اور غیر اسلام کے بیچ کشمکش کی جو تصویر بیان کی گئی ہے بعینہ وہی صورت حال آج بھی دنیا میں ہر طرف نظر آرہی ہے، اس کی جیتی جاگتی تصویر ہم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، کس طرح حکومت واقتدار کو باقی رکھنے کیلئے اسلام اور مسلمانوں کو نشانہ بنایا جارہا ہے اور انہیں ہر طرح سے زدوکوب کیا جارہا ہے، اسلام اور مسلمانوں سے متنفر کیا جارہا ہے؟

اسلام کو تمام مذاہب میں یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس میں حقوق انسانی کی رعایت رکھی گئی ہے اور دنیا میں جتنے بھی مظلوم طبقات ہوئے ہیں سب کو عزت اور قدر دانی کا تاج پہنایا گیا ہے، اسلام درحقیقت کمزوروں، مظلوموں اور محروموں کے حق میں رحمت بن کر آیا ہے، یہ کمزوروں کے حقوق کی ادائیگی، عدل وانصاف اور انسانوں کی انسانوں کی غلامی سے آزادی دلاتا ہے اور یہ وہ باتیں ہیں جو قوم کے سرداروں اور حکمرانوں کو پسند نہیں۔

عدل وانصاف کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ انسانوں کے درمیان خودساختہ طبقات اور فرق مراتب ہے، ہندوستانی معاشرہ میں جس کی جڑیں بہت گہری ہیں، جس کی بنیاد پر بعض طبقات کو زندگی کی بنیادی ضروریات سے زمانۂ دراز سے محروم رکھا گیا ہے، اسلام ان تمام امتیازات اور خودساختہ مراتب کو ختم کرتا ہے، علامہ شبلی لکھتے ہیں:

تکمیل انسانی کی منزل میں سب سے بڑا سنگ راہ امتیاز مراتب تھا، جو دنیا کی قوموں نے، تمام مذاہب نے، تمام ممالک نے مختلف صورتوں میں قائم کر رکھا تھا، سلاطین سایۂ یزدانی تھے جن کے آگے کسی کو چوں چرا کی مجال نہ تھی، ائمہ مذاہب کے ساتھ کوئی شخص مسائل مذہبی میں گفتگو کا مجاز نہ تھا، شرفاء رزیلوں سے ایک بالاتر مخلوق تھی، غلام آقا کے ہمسر نہیں ہوسکتے تھے، آج یہ تمام تفرقے، تمام امتیازات، یہ تمام حد بندیاں دفعتاً ٹوٹ گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگو! بے شک تمہارا رب ایک اور تمہارا باپ ایک ہے اور کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی ورخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں ہے مگر تقویٰ کے سبب۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد جو سب سے پہلا خطبہ دیا اس میں اسلام کے اصول حکمرانی کی وضاحت کی، اس میں کمزوروں کے حقوق کا خصوصی ذکر فرمایا، انہوں نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: "میں تمہارا سردار بنایا گیا ہوں حالاں کہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں، تم میں جو ضعیف ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے جب کہ میں اس کا حق نہ دلوادوں اور تم میں جو قوی ہے وہ میرے نزدیک ضعیف ہے جب تک کہ میں اس سے حق نہ لے لوں"۔ یہ ہے اسلام کی عالمگیر تعلیمات کا خلاصہ جس پر دنیا اور آخرت کی نجات کا مدار ہے۔

Scanned with CamScanner

ایک مغربی نومسلم کی کہانی خود اسی کی زبانی

ترجمانی: مولانا نورالحق رحمانی

جب عالمی جنگ شروع ہوئی تو میں رضا کارانہ طور پر فوج میں بھرتی ہوا اور سمندری سفر طے کر کے فرانس پہونچا، اور شہسوار ٹیم میں شامل ہوگیا، پھر جنگ کے میدانوں میں مسلسل تھپیڑے کھاتا رہا، آج یہاں کل وہاں، میدان جنگ بھی کیا تھا، جہنم کا نمونہ، مغربی میدان میں ایک عرصہ رہنے کا اتفاق ہوا، جہاں جنگ کے وہ خوفناک اور بھیانک مناظر سامنے آئے جس کی منظر کشی نہ کسی خطیب کی زبان کر سکتی ہے، نہ کسی ادیب کا قلم!

پھر جب میں اپنے وطن ''اسکاٹ لینڈ'' لوٹا تو یہاں اپنی ماں اور اپنے تینوں بھائیوں کے مارے جانے کی الم‌ناک خبر سنی، جس کا دل پر بے حد صدمہ ہوا، اب دنیا میرے سامنے تاریک تھی اور زندگی بے لطف و کیف، ''اسکاٹ لینڈ'' میں اب میرے لئے کوئی کشش باقی نہ تھی، رخت سفر باندھا اور دنیا کی سیر و سیاحت کے لئے نکل پڑا، پھر ہندوستان چین اور دوسرے ممالک کی سیاحت کی، اس دوران وقت گذاری کے لئے مختلف زبانوں کو سیکھنے اور مختلف ادیان و مذاہب کا مطالعہ کرنے کے سوا کوئی دوسرا مشغلہ نظر نہ آیا، شام میں عربی زبان سیکھی اور مختلف مذاہب کی کتابوں کا مطالعہ کیا، لیکن مجھے قرآن کریم کے مطالعہ میں جو لطف و لذت، کیف و سرور اور قلبی سکون و اطمینان محسوس ہوا وہ کسی بھی مذہب کی کتاب میں محسوس نہ ہوا، قرآن کریم کا مطالعہ میں نے متعدد بار کیا اور اس کے معانی و مطالب، اسرار و حکم اور حقائق و دقائق پر غور کرنے لگا، میں نے اس میں ایک عجیب قسم کی لذت و حلاوت، رعب و جلال اور ساحرانہ تاثیر پائی، جس نے مجھے اس کے مطالعہ کا گرویدہ بنادیا، اب شاید ہی کوئی دن ایسا گزرتا جس میں قرآن کریم کی کوئی سورت یا کم از کم چند آیتیں نہ پڑھ لیتا۔ شام سے اسکندریہ (مصر) آیا، پھر وہاں سے ''دمنہور'' پہونچا، یہاں ایک دفعہ ایک حوض کے کنارے بیٹھا تھا، اچانک آنکھ لگ گئی، خواب میں دیکھا کہ دھوئیں زمین سے اوپر کو اٹھ رہے ہیں اور فضاؤں میں منتشر ہوکر جمع ہو رہے ہیں، پھر اچانک اس سے ایک عجیب روشنی نمودار ہوئی اور اس نور کی کرنوں کے باہمی ربط سے ''الاسلام'' کا لفظ بنا، اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ نیند سے بیدار ہونے کے بعد ایسا محسوس ہوا کہ لفظ ''الاسلام'' میرے پورے وجود میں سما گیا ہے، اور میرے تمام حواس پر پوری طرح مسلط ہوگیا ہے، اب مجھے یقین آیا کہ اللہ نے میری حیرت و پریشانی دور فرمادی اور غیب سے میرے لئے دین اسلام کا انتخاب فرمایا، مجھے اس دین کے اختیار کرنے میں انتہائی قلبی تسلی اور ذہنی سکون کا احساس ہوا۔ وہ دین جو خیر خواہی، ایثار و ہمدردی، مساوات و برابری، شفقت و محبت اور عدل و انصاف کا علمبردار ہے۔ جب اسلامی روح میرے دل میں سرایت کر گئی تو مجھے محسوس ہوا کہ یہ نعمت ایمانی میرے لئے عطیہ خداوندی ہے، پھر میری نظر میں مادی وسائل، دنیاوی عیش و عشرت کے اسباب اور دل لبھانے والی چیزوں کی کوئی اہمیت باقی نہ رہی۔ واضح رہے کہ تبدیلی مذہب کا میرا یہ فیصلہ وقتی تاثر یا محض اس خواب کی بنا پر نہ تھا، بلکہ سالہا سال کے مطالعہ اور غور و فکر کے نتیجے میں جب اس دین کی صداقت و حقانیت مجھ پر واضح ہوئی اور پوری تحقیق و تفتیش کے بعد میرا دل و دماغ اس پر مطمئن ہوگیا تو میں نے اسے اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

اس موقع پر ایک اور واقعہ کا تذکرہ فائدہ اور دلچسپی سے خالی نہ ہوگا، میں جب فلمی ڈائرکٹر کی حیثیت سے فلمی دنیا میں کام کر رہا تھا تو مجھے ایک دفعہ ایک ایسے وجیہ اور بارعب شخصیت کے حامل مسلمان موذن کی تصویر کشی کی ضرورت پیش آئی، جو رقت آمیز اور شیریں آواز میں اذان خانے کی بلندی سے اذان دے رہا ہو، ایسے مؤذن کی تلاش میں جو مطلوبہ معیار پر پورا اترتا ہو، جلد ہی کامیابی ہوئی، چنانچہ میں اس کی تصویر کشی کے لئے تیار ہوکر بیٹھا، جب اس مؤذن نے نہایت پرکیف اور شیریں آواز میں اذان دینی شروع کی تو میرا دل ہل گیا، میرے پاس وہ الفاظ نہیں، جن کے ذریعہ اس کیفیت اور قلبی تاثر کا اظہار کرسکوں، جو اذان سننے کے وقت مجھ پر طاری ہوئی، تصویر کشی سے فراغت کے بعد میں نے اس موذن سے چند لمحے گفتگو کی اور اسلام کے بارے میں تبادلۂ خیال کیا، گفتگو کے دوران انہوں نے اسلام کی بعض حکمتوں، باریکیوں اور اس کے احکام کے محاسن اور خوبیوں کا تذکرہ کیا، اس گفتگو نے بھی میرے قلب و دماغ پر بڑا گہرا اثر چھوڑا، بالآخر میں نے اسلام قبول کرلیا، میرا شعور و وجدان فرحت و انبساط اور سکون و اطمینان کی ایسی کیفیت سے آشنا ہوا! جو اب تک میرے لئے نئی اور اجنبی تھی، رفتہ رفتہ ایمان کی یہ کیفیت یقین کے اس درجہ میں داخل ہوگئی، جسے وہم و گمان، وسوسے اور شکوک و شبہات کی آندھیاں اپنی جگہ سے متزلزل کرنے میں ناکام رہتی ہیں، مجھے اسلام کے مبارک اور دراز سائے میں ابدی مسرت، دائمی فلاح و سعادت اور دینی و دنیاوی کامرانی کا احساس ہونے لگا اور ان دنیاوی لذائذ، مرغوبات اور تعیش سے نفرت و کراہت ہونے لگی جو عام طور پر انسان کو خود غرض، لذت کوش، آرام طلب اور سست و کاہل بنا کر آخرت سے بیگانہ اور غافل کردیتی ہیں۔ اسلام نے مجھے غلط عقائد و نظریات، غیراللہ کی پرستش، دنیاوی حرص و طمع، باطل زندگی کے فریب اور خود پسندی و خود فراموشی کے دلدل سے نکال کر اسلام کی شاہراہ اور کھلی فضا میں لا کھڑا کیا اور ایسے اصول و عقائد اور احکام و قوانین سے روشناس کرایا جو فطری اور وحی الٰہی پر مبنی ہیں اور بنی نوع انسانیت کے لئے رحمت اور خیر و برکت کا ذریعہ ہیں۔ اسلام نے جوا، شراب اور تمام نشہ آور چیزوں کے استعمال کو حرام قرار دے کر میری صحت، ذہن و عقل اور میری زندگی کو ہلاکت و تباہی سے بچالیا، قرآن کریم کی جس کا ترجمہ ہے: اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر قرآن کا جو حصہ نازل ہوا ہے، اس کی تلاوت کیجئے اور نماز قائم کیجئے، بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روک دیتی ہے، اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی عبادت ہے، اور خدا تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

تلخ کلامی کے نقصانات

مولانا نسیم اختر شاہ قیصر

دل جن خیالات کی پرورش کرتا ہے، دماغ جن تصورات کا مرکز بنتا اور ذہن فکر کے جتنے پھول کھلاتا، علم، کمال، صلاحیت اور معرفت کے جتنے ستارے روشن ہوتے ان سب کو حروف و الفاظ اور بیان و کلام کے خوبصورت پیراہن میں پیش کرنے کا کام قلم اور زبان سے لیا جاتا ہے، قلم کی سحر انگیزی اور زبان کی جادو بیانی مخاطب کو اتنا قریب لے جاتی ہے کہ بسا اوقات قلم کار کے خیالات اور بولنے والے کے بیان کو پڑھنے یا سننے والا مسحور ہو جاتا ہے اور کبھی کچھ وقت کے لئے اور کبھی عرصۂ دراز کے لئے قلم اور زبان کا یہ جادو اسے اپنی گرفت سے نکلنے نہیں دیتا، زبان گوشت کا ایک معمولی سا ٹکڑا مگر انسان کی بنیادی اور فطرت ضرورت، انواع و اقسام کی غذائیں اور کھانے پینے کی لاتعداد اشیاء ان کے تلخ اور ترش، شیریں اور بے مزہ ہونے کا زبان ہی سے علم ہوتا ہے۔ کونسی چیز پھیکی ہے، کون سی چیز میٹھی، کونسی خوش ذائقہ ہے اور کون سی بدذائقہ، اس کی خبر زبان ہی سے ملتی ہے ورنہ کھانے اور پینے کی چیزیں حلق کے نیچے اتریں اور ایک دوسرے میں گھل مل گئیں، اب نہ ان کی کڑواہٹ کا احساس رہا اور نہ بدذائقہ ہونے کا خیال۔ اگر آدمی گونگا ہو، پیٹ تو بھرا جاسکتا ہے لیکن خدائی نعمتوں سے لطف اندوز نہیں ہوا جاسکتا، یہ زبان ہی سے جو سحر البیان خطیب بناتی اور شگفتہ کلام مقرر ہونے کی سند دیتی ہے۔ زبان سے ادا ہونے والے حروف، الفاظ اور جملے ہی مافی الضمیر کی ادائیگی کا ذریعہ ہیں، خدانخواستہ آدمی گونگا ہے یا موزوں کلام کرنے کی صلاحیت اس میں موجود نہیں ہے تو گونگا ہمیشہ ذہنی فکری اور نفسیاتی دباؤ کا شکار رہتا ہے۔

یہ زبان ہی ہے جو ایک نعمت کی صورت میں انسان کو عطا کی گئی۔ انبیاء رسول اور پیغمبر اسی زبان کے ذریعہ خدائے واحد کی یکتائی اور وحدانیت کا پیغام عام کرتے رہے، اسی زبان سے صحابہ کرامؓ، ولیوں، بزرگوں اور علماء نے تبلیغ دین کا فرض نبھایا، زبان نہ ہوتی تو سچائیاں گھٹ کر رہ جاتیں، حالاں کہ شواہد و نظائر بھی بے شمار موجود اور قدرت کی صناعی کے لاتعداد نمونے بھی بکھرے ہوئے جو دعوت نظارہ بھی دے رہے ہیں اور اپنے بنانے والے کی جانب بھی اشارہ کر رہے ہیں مگر حقیقت کے اظہار کے لئے زبان جیسا موثر اور مفید ذریعہ بنایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں میں افصح اللسان ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شیریں اور معصوم زبان سے علوم و معارف کے سمندر بہے اور معرفت و حقائق کی عظمتوں کا اعلان ہوا، نرم و نازک، شائستہ اور موزوں کلام اپنا گرویدہ بناتا۔ تلخ، فضول، بے ہودہ اور بے فائدہ کلام تکدر پیدا کرتا اور بولنے والے سے لوگوں کو دور کرتا ہے۔ زبان کے کرشموں اور حکمرانی سے کون انکار کرسکتا ہے۔ زبان کی حفاظت انتہائی ضروری ہے، یہ اگر قینچی کی طرح چلے تو دلوں میں چھید کرتے ہوئے روح کو چرکے لگائے، یہ اگر سبک اور شیریں ہو تو دشمنی و عداوت کی آگ میں بھی اخوت و محبت کے پھول کھلائے، اسی زبان سے اللہ کا ذکر ہوتا ہے، اسی زبان سے سیرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کی جاتی ہے، یہی زبان تعلیمات قرآن کو بیان کرتی اور یہی زبان حدیث کی وضاحت میں کام آتی ہے۔ جو لوگ زبان کے صحیح استعمال پر قادر ہیں اور جا بے جا خیال رکھتے ہیں وہ بڑی حد تک ہلاکت سے محفوظ رہتے ہیں اور جو زبان کو آزاد چھوڑ دیتے ہیں رسوائی، شرمندگی، ہلاکت اور ندامت ان کے دامن سے لپٹ جاتی ہے، غیبت، جھوٹ، چغل خوری اور عیب جوئی جب زبان کا مزاج بن جائے تو ایسے شخص کو ہلاک ہونے سے کون بچا سکتا ہے؟ زبان سے ایک جملہ ادا ہوتا ہے اور سامنے والے کو رنج و غم میں مبتلا کردیتا ہے۔

ایک بات زبان سے نکلتی ہے اور مخاطب کے چہرہ پر کرب و اذیت کے سائے لہرانے لگتے ہیں۔ ہاں غم و اندوہ کے ماحول میں زبان، حوصلے اور سکون کا باعث بھی بنتی ہے اور ہمت ہار جانے والے انسانوں کو توانائی اور تقویت بھی دیتی ہے۔ جنہیں اپنی زبان کے استعمال کا فن آتا ہے یا جو زبان کی تاثیر اور حقیقت سے باخبر ہیں وہ پہلے تولتے ہیں اور پھر بولتے ہیں۔ بے سوچے سمجھے بولنا اور جو دل میں آیا وہ بولنا نہ صرف فتنہ کا سبب بنتا بلکہ آدمی کو بھی بے حیثیت اور بے وقار کرتا ہے، زبان جتنی خوبصورت ہوگی نتیجہ بھی اتنا ہی دلکش ہوگا، زبان جتنی بدنما ہوگی نتیجہ اتنا ہی بدصورت ہوگا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کے سلسلے میں ایک جگہ ارشاد فرمایا: ''بہت سے لوگ زبان کے کرتوت کی وجہ سے جہنم میں جائیں۔'' (ترمذی شریف)

ایک دوسرے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھو۔'' (ترمذی شریف)

دیکھئے فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وضاحت ہو رہی ہے کہ زبان انسان کے حق میں کتنی مفید اور کتنی مہلک ہے۔ یہ اگر آدمی کے کنٹرول میں ہے تو کامیابیاں اس کے سرنگوں ہیں اور اگر یہ قابو سے باہر ہے تو تباہی سامنے ہی کھڑی ہوئی ہے، زبان دوسرے آدمی کو اپنانے، غیروں کو اپنا بنانے اور اجنبیوں کو قریب لانے کا موثر ذریعہ ہے۔ زبان جتنی حسین ہوتی ہے اتنا ہی مخاطب پر اثر کرتی ہے اور زبان جتنی کڑوی ہوگی اتنا ہی لوگ بیزار ہوں گے۔ اس زبان کو خداوند قدوس کی ایک بڑی نعمت سمجھے، یہ نعمت ضائع نہ ہوا اور اس کی قدر میں فرق نہ آئے، زبان سے بے اعتنائی برتنا اور اس کی ہلاکت کا احساس نہ کرنا ایک گناہ اور سنگین جرم ہے۔ اس گناہ اور برائی کے اثرات لازمی مرتب ہوتے ہیں اور جو کچھ ہم کہتے ہیں وہ فضا ہی میں تحلیل ہوکر نہیں رہ جاتا بلکہ سماعت سے ٹکرا کر دلوں کی دنیا کو زیر و زبر کرتا یا صدق و وفا کے چراغوں کو لو بڑھاتا ہے۔ تلخ کلامی مسائل پیدا کرتی اور یہ نااتفاقی اور اختلاف کے سائے لمبے کرتی ہے۔ انتشار کے بادلوں کو اڑا کر لے جاتی اور کبھی اتحاد کو پارہ پارہ کردیتی ہے، جس زبان کو یہ سلیقہ نصیب نہیں کہ بڑوں کی جناب میں کیسے گویا ہوگی اور چھوٹوں کے ساتھ کیسا رویہ اختیار کرے گی تو وہ زبان بے حس، بے جان اور مردہ کہلاتی ہے، پھوہڑ زبان، دراز زبان، زخم لگاتی زبان، زخموں کا لہو کرتی زبان، احساسات کو، تاثرات کو جاں کنی سے دوچار کرتی زبان سے بچنے کی سب کوشش کرتے ہیں، زبان بولنے والے اور زبان کو لایعنی چیزوں میں زیادہ مصروف رکھنے والے اپنی قبر اپنے ہاتھوں سے کھودتے ہیں۔

زبان کی فتنہ انگیزیاں کس قدر شدید اور اس کی بربادیاں کتنی یقینی ہیں کہ انسانی جسم کے تمام اعضاء زبان کی منت سماجت کرتے اور اس سے درست رہنے کی درخواست کرتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''جب صبح ہوتی ہے تو انسان کے جسم کے اندر جتنے اعضاء ہیں وہ سب زبان سے مخاطب ہوکر یہ کہتے ہیں اے زبان! تو اللہ سے ڈرنا، اس لئے کہ ہم تو تیرے تابع ہیں، تو اگر سیدھی رہے گی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہوجائیں گے۔''

زہر آلود زبان، کڑوی کسیلی زبان، فتنوں پر آمادہ اور انتشار پسند زبان انسان کو خطرناک اور خوفناک انجام کی طرف دھکیلتی ہے، زبان پھسلی اور فتنوں و وساوس کی چنگاریاں پھیلنی شروع ہوگئیں، تلوار کا زخم بھر جاتا ہے مگر زبان کے زخم کا منہ کھلا ہی رہتا ہے جس کی ناقابل برداشت تکلیف سے آدمی تڑپنے کے سوا اور کچھ نہیں کر پاتا۔

Scanned with CamScanner

مشنری اسکولوں کے ناپاک عزائم

مولانامحمد الیاس بھٹکلی ندوی

ہندوستان میں ایک اسلامی ادارہ کی طرف سے بعض مشنری اسکولوں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا تو یہ بات سامنے آئی کہ ان مشنری اسکولوں میں عیسائیوں کی تعداد بیس فیصد سے زائد نہیں، ہندو طلبہ کا تناسب دس فیصد کے قریب ہے، باقی ستر فیصد مسلم طلبہ ہیں جس کی اکثریت متمول یا غریب طبقہ سے تعلق رکھتی ہے، مالدار والدین اپنے بچوں کو اسلئے یہاں داخل کراتے ہیں کہ انکے نزدیک ان سے کم درجہ کے طلبہ کے ساتھ انکے لڑکوں کا سرکاری یا دوسرے خانگی اداروں میں داخلہ قطع نظر اسکے کہ وہاں تعلیم کا معیار اچھا ہے یا برا انکی توہین کے مترادف ہے، ایسے غریب طلبہ کی بھی ایک بڑی تعداد ملی جن کے سرپرستوں کی آمدنی انکی ضروریات سے بہت کم تھی لیکن اپنے بچوں کو تعلیم یافتہ بنانے یا جھوٹی ناموری کی دھن میں انکے والدین نے قرضہ لے کر انکو کانوینٹ میں داخل کردیا ہے، یہاں زیر تعلیم بعض مسلم طلبہ کی دینی معلومات کا جب جائزہ لیا گیا تو پتہ چلا کہ انکی بائبل کی معلومات قرآن سے زیادہ تھی گھر میں اردو فارغ اوقات میں خانگی طور پر پڑھنے والے طلبہ سے الف ب، ت، سے بننے والے الفاظ پوچھے گئے تو الف سے اللہ کے بجائے انجیل، م سے محمد کے بجائے مسیح اور ک سے کعبہ کے بجائے کلیسا بے ساختہ انکی زبان سے نکل پڑا، وہ چرچ کو بیت اللہ حضرت عیسیٰ کے ساتھیوں کو صحابہ اور بائبل کو دستور حیات و کتاب مقدس اور اسکے اقتباسات کو آیات سماوی کہہ رہے تھے، جب انکے والدین سے مشنری اسکولوں میں انکے بچوں کو داخل کرنے کی وجوہات پوچھی گئیں تو ان کا کہنا تھا کہ وہ انکو اعلیٰ و معیاری تعلیم دلا کر ڈاکٹر، انجینیر اور سائنسدان بنانا چاہتے ہیں، ان سے کہا گیا کہ یہ سب ڈگریاں مسلم تعلیمی اداروں میں بھی پڑھا کر حاصل ہوسکتی ہیں تو ان کو شکایت تھی کہ مسلم اداروں کا معیار تعلیم پست ہے جب اسکے لئے ثبوت مانگا گیا تو ان کا کہنا تھا کہ ہر جگہ یہی مشہور ہے، ہم نے ہر ایک سے یہی سنا ہے، ان سرپرستوں میں سے کسی نے بھی اپنے بچوں کو مسلم تعلیمی اداروں میں داخل کرکے بذات خود اسکا تجربہ نہیں کیا تھا، مسلم اداروں کے بارے میں اس بدنامی کو پھیلانے میں خود ان مشنری اسکولوں کا ہاتھ تھا حالانکہ تازہ سروے کے مطابق خانگی مسلم تعلیمی اداروں کا معیار تعلیم روز بروز بلند ہورہا ہے مسلسل محنت و جستجو کے نتیجہ میں بعض شہروں میں مسلم اداروں کا معیار تعلیم بعض مشنری اسکولوں سے بھی بلند ہوگیا ہے، لیکن اس جھوٹ کو نفسیاتی اصولوں کے مطابق بار بار اتنی دفعہ دہرایا گیا کہ یہ جھوٹ بھی سچ معلوم ہونے لگا۔

غرض یہ کہ برصغیر میں ان مشنری اسکولوں نے ایسے مسلم طلبہ و نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد پیدا کردی ہے جو بظاہر تو مسلمان ہے اور نماز روزہ کی پابند بھی، شناختی کارڈ اور ووٹر لسٹ میں مذہب کے خانہ میں اپنے کو بطور مسلمان ہی درج کرا رہے ہیں لیکن ذہناً و فکراً وہ اسلام سے خارج ہوچکے ہیں، یہ وہ طبقہ ہے جو آج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیارہ بیویوں کی موجودگی پر معترض ہے، مردوں کے لئے حق طلاق پر غیر مسلموں سے زیادہ انکو اعتراض ہے، اسلام کے قانون وراثت میں تبدیلی کی آواز خود انہی کی طرف سے آرہی ہے، مسلمانوں کے لئے تعدد ازواج کے شرعی حق کو ممنوع قرار دینے کی مانگ میں وہ غیر مسلموں کے ساتھ شانہ بشانہ نظر آرہے ہیں، ملک کی تاریخ میں اورنگ زیب اور سلطان ٹیپو شہید کو یہی مسلم طبقہ متعصب و متشدد کہہ کر مطعون و ملعون کر رہا ہے عہدوں و مناصب کے لالچ میں اور اپنی کرسی کو بچانے کی فکر میں حکومت کو خوش کرنے کیلئے مندروں میں حاضری اور شرکیہ و کفریہ اعمال و رسومات کی ادئیگی پر بھی اسکو ذرہ برابر عار نہیں ہے، یہ سب اسی تعلیم کا غیر شعوری اثر ہے جو آہستہ آہستہ ظاہر ہورہا ہے بقول مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی یہ تاریخ اسلام کا سب سے المناک و خطرناک موڑ ہے، اگر اس طوفان خیز اور فکری ارتداد کی طغیانی کو روکا نہیں گیا تو آئندہ آنے والی نسلوں میں اسلام و ایمان کے باقی رہنے کی کوئی ضمانت نہیں ہے، جب ان مشنری اسکولوں کے اسلام کے حق میں خطرناک عزائم سے آگاہ کیا جاتا ہے تو ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ تعلیم کا مذہب سے کیا تعلق ہے، اعلیٰ و اچھی تعلیم کسی سے بھی حاصل کی جائے اس میں کیا خرابی ہے، جی ہاں! اگر کوئی مخلص ہو کر تعلیم و تربیت کا کام کرے تو کوئی بات نہیں، لیکن یہاں تو ان مشنری اداروں کے عزائم ہی خطرناک ہیں وہ تعلیم و تربیت کی آڑ میں ان معصوم بچوں کو اسلام ہی سے برگشتہ کرا رہے ہیں، جدید نفسیاتی تحقیق کے مطابق مصنف و مؤلف کے اخلاق کا بھی اثر جب قارئین پر پڑتا ہے تو کسی استاد کی ذہنیت و کردار کا اثر کیونکر طالب علم پر نہیں پڑے گا، اسلام کی طرف سے نفس تعلیم کی مخالفت نہیں ہے بلکہ ان اساتذہ و معلمات کی مخالفت کی جارہی ہے جن کی نیتوں میں اسلام کے سلسلہ میں فتور و خرابی ہے، اسلام کسی بھی فن یا علم کے حصول کا مخالف نہیں ہے، آج کے اس ترقی یافتہ دور میں سائنس و ٹیکنالوجی کی تعلیم اسلام کو صحیح معنوں میں سمجھنے کے لئے نہ صرف جائز بلکہ ایک حد تک ضروری ہوگئی ہے، قرآن کی سینکڑوں آیات کا تعلق آج کے جدید انکشافات سے ہے، علم جغرافیہ و تاریخ کے بغیر پچھلی امتوں کے حالات صحیح طور پر سمجھے نہیں جاسکتے، علم ریاضی کے بغیر اسلام کے ایک اہم رکن تقسیم میراث سے واقفیت ہو ہی نہیں سکتی، معاشیات کا علم تو قرآن کے اعجاز کو سمجھنے کے لئے از حد ضروری ہے، اسلام میں جدید و قدیم کی کوئی تقسیم نہیں، یہ سب علوم تو بہت پرانے ہیں، اب جب صرف نام بدل گئے ہیں تو ہم انکی مخالفت کیوں کر کر سکتے ہیں، اسلام عیسائیوں اور یہودیوں کی گود میں اپنی اولاد کو دینے کی مخالفت کر رہا ہے جو کسی بھی صورت میں ہمارے مخلص و ہمدرد نہیں ہوسکتے، اب تو اچھے اور معیاری مسلم اداروں کا بھی کسی بھی علاقے میں رونا رویا نہیں جاسکتا، فرض کیجئے کہ ہمارے معیاری تعلیم کی دھن میں بچوں کے اسلام کا خطرہ اور غیر شعوری طور پر ایمان کے جانے کا اندیشہ ہے، وہاں 100 فیصد نمبرات سے مسلم بچے کا کامیاب ہوکر ایمان سے ہاتھ دھونے سے اچھا ہے کہ آدمی ناخواندہ ہی رہے، اس سے آخرت میں تو کامیابی یقینی ہے، بعض سطحی لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے گھر میں الگ سے انکی دینی تعلیم کا بندوبست کرتے ہیں، انکی نمازوں کا خیال رکھتے ہیں، مسجدوں میں پابندی سے انکو بھیجتے ہیں، ٹھیک ہے آپ نے انکے ظاہری ایمان کی نگرانی کی اور ان کے قلبی و حقیقی ایمان کی آپ کے پاس کیا ضمانت ہے؟ نمازوں کی پابندی کے باوجود اسلامی قوانین پر انکو شک نہ ہونے کا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے؟ انکی تعلیم کے اثر سے اسلام کے سلسلہ میں ان کا دل مطمئن ہے اسکی کیا گارنٹی ہے؟ آپ اگر کہیں کہ ذہنی و فکری ارتداد تو 4/2 فیصد مسلم طلبہ میں ہوتا ہے تو اسکی کیا ضمانت ہے کہ آپ کا بچہ ان 4/2 فیصد ذہنی مرتدین میں شامل نہیں ہوگا، پھر کیا وجہ تھی کہ تسلیمہ نسرین کے والد عالم تھے، سلمان رشدی کا گھرانہ دیندار تھا، جسٹس ہدایت اللہ اسلامی ماحول کے پروردہ تھے عصمت چغتائی نے ایک دیندار گھرانے میں آنکھ کھولی، خواجہ احمد عباس کا پورا خاندانی پس منظر دینی اعتبار سے قابل رشک تھا، محمد علی چھاگلہ، حمید دلوائی، عارف محمد خان، سکندر بخت وسیم رضوی اور عباس نقوی بھی تو نماز روزے کے پابند بتائے جاتے ہیں لیکن انکے والدین و گھر والوں کی دینداری و اسلام پسندی بھی انکو انکی تعلیم گاہوں کے ناپاک و غیر محسوس اسلام مخالف اثرات سے بچا نہیں سکی، جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنی اولاد کے ایمان پر مرنے کا یقین نہیں تھا تو ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے دشمنوں کی گودوں میں پل کر بھی ہماری اولاد دین ہی پر مرے گی، امام بخاری، امام ترمذی جیسے جلیل القدر علماء کے گھر والوں اور نسلوں میں بھی بے دینی کا سیلاب پہنچ سکتا ہے تو ہم جیسوں کا تو خدا ہی حافظ ہے۔ اس وقت سب سے بڑی ضرورت اپنی نسلوں میں ایمان کی حفاظت ہی کی تدبیروں کی ہے، اب زبانی مرتدین کا خطرہ تو بہت کم ہوگیا ہے لیکن ایمان ذہنوں سے اس طرح رخصت ہورہا ہے کہ والدین و سرپرستوں کو اس کا احساس ہی نہیں ہوتا، یہ سب ان مشنری اسکولوں کی منصوبہ بند پالیسی کا اثر ہے جو اب آہستہ آہستہ ملک و معاشرہ میں ظاہر ہورہا ہے۔

آدمی کو معاشرے میں اپنا مقام پیدا کرنے کے لئے اعلیٰ و معیاری تعلیم کی ضرورت نہیں، تجربات کی روشنی میں کم درجہ کی تعلیم بھی آدمی کو اسکی محنت اور جد و جہد اور سب سے بڑھ کر توفیق خداوندی سے اونچے سے اونچے مقام پر پہنچا سکتی ہے، نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام، مسلم دنیا کو ایٹم بم سے واقف کرنے والے ڈاکٹر عبدالقدیر اور اگنی و پرتھوی میزائیل کے بانی ڈاکٹر عبدالکلام کی مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں جن میں سے اکثر کی ابتدائی تعلیم خود انکے کہنے کے مطابق اردو میڈیم اسکولوں میں ہوئی لیکن یہ لوگ آج بھی عالمی سطح پر سائنس کے میدان میں چوٹی کے عیسائی و یہودی سائنس دانوں کا مقابلہ کر رہے ہیں، خود ہندوستان میں سب سے اعلیٰ سرکاری عہدوں آئی اے ایف ایس، آئی پی ایس میں موجود چند مسلم عہدیداروں سے بات چیت کی گئی تو انکی بھی ایک بڑی تعداد اردو میڈیم پاس کرنے والوں ہی کی نکلی، خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کم صلاحیت کے باوجود بھی دنیا میں اپنا مقام پیدا کرسکتا ہے بشرطیکہ مسلسل محنت و جد و جہد سے کام لے اور خدا سے اسکی توفیق بھی مانگتا رہے، اللہ سے دعا ہے کہ ملت اسلامیہ فکری ارتداد کے خطرہ کو محسوس کرے اور اپنی آئندہ آنے والی نسلوں میں ایمان کی حفاظت کی فکر و تدبیر کرے۔ (آمین)

ماحول کے اثرات

انسان کی فکری و عملی تربیت میں اس کے ماحول کو بڑا دخل ہے خواہ وہ ماحول گھر کا ہو یا مدرسے کا یا بستی کا۔ انسان جس ماحول میں رہتا ہے اس کے اثرات غیر شعوری طور پر وہ ضرور قبول کرتا ہے۔ ہم تو آئے دن دیکھتے ہیں کہ ایک شخص بہت صالح اور نیک ہے مگر اس کو کچھ غلط قسم کے لوگوں کے درمیان گزارنے پڑیں تو اس غلط صحبت نے اس کی بہت سی اچھائیوں کو ختم کرکے برائیوں کو جنم دے دیا۔ اس طرح کوئی خراب آدمی ہے مگر اسے اچھے لوگوں کی صحبت حاصل ہے تو وہ گناہوں سے توبہ کرکے نیک راستے کی طرف گامزن ہوجاتا ہے۔

اسی حقیقت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا: ”ہر بچہ صحیح فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی یا نصرانی بنادیتے ہیں۔“ پاکیزہ معاشرہ اور اچھی صحبت انسان کو نیک بننے کا موقع فراہم کرتی ہے اور نیک بننے پر آمادہ کرتی ہے اور معاون و مددگار ہوتی ہے، جب کہ بگڑا ہوا معاشرہ اور بری صحبت انسان کو بگاڑ کی طرف لے جاتی ہے۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اس لئے ہمیں غور کرنا چاہئے کہ اس کی دوستی کس سے ہے۔ (ترمذی)

اگر بیج کو اچھی زمین میں بویا جائے اور مناسب آب و ہوا پہنچائی جائے، وقت پر کھاد دی جائے، نرائی کی جائے تو یقیناً وہ بہترین پیداوار دے گا لیکن جب بیج کو اچھی زمین نہ ملے، نہ ہی نرائی کی جائے، نہ مناسب آب و ہوا کا انتظام ہو اور وہ کھاد سے بھی محروم رہے تو ایسا بیج گل سڑ کر رہ جائے گا اور اس سے کوئی نفع نہ ظاہر ہوسکے گا۔ یہی حال انسانی فطرت کا ہے۔ انسان کی اصلاح و تربیت میں مقام و ماحول کو کتنا دخل ہے، اس کی وضاحت خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک واقعہ سنا کر فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا، اس نے ننانوے آدمیوں کو قتل کرڈالا۔ پھر اس نے پوچھا کہ زمین میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا کون ہے۔ چنانچہ ایک راہب کا پتہ دیا گیا۔ وہ راہب کے پاس گیا اور کہا کہ میں ننانوے آدمیوں کو قتل کیا ہے، کیا میرے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ راہب نے کہا: نہیں۔ یہ سن کر اس شخص نے اس راہب کو بھی قتل کرڈالا۔ اس نے سو (۱۰۰) کا عدد پورا کرڈالا۔ اس نے پھر پوچھا کہ سب سے زیادہ علم رکھنے والا کون ہے؟ لوگوں نے اسے ایک عالم کا پتہ دیا۔ وہ عالم کے پاس گیا اور بولا کہ سو (۱۰۰) آدمیوں کا قتل کرچکا ہوں۔ تو کیا میرے لئے توبہ کی کوئی شکل ہے؟ عالم نے کہا: ہاں۔ توبہ اور تمہارے درمیان کوئی حائل ہوسکتا ہے تو ایسا کرو کہ فلاں بستی کی طرف جاؤ، وہاں کچھ لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں تم ان کے ساتھ اللہ کی عبادت کرو۔ چنانچہ وہ وہاں سے روانہ ہوگیا، ابھی آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ اسے موت آگئی۔ اس کی روح قبض کرنے کے سلسلے میں رحمت اور عذاب کے فرشتوں کے درمیان اختلاف ہوگیا۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا کہ یہ شخص خلوص دل سے توبہ کرکے چلا تھا۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا: اس نے آج تک کوئی اچھا عمل نہیں کیا، اتنے میں ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں نمودار ہوا۔ فرشتوں نے اس کو اپنا ثالث بنالیا۔ اس نے کہا کہ دونوں بستیوں کی زمین کو ناپو، جو اس سے قریب ہو اس کو اسی میں شامل کرو۔ دونوں طرف کی زمین کو ناپا گیا تو اس کو نیک بستی سے قریب پایا جس کا اس نے قصد کیا تھا، چنانچہ رحمت کے فرشتوں نے اس کی روح قبض کرلی۔ (مسلم)

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوکر سامنے آتی ہے کہ صالح معاشرہ اور اچھے ساتھی سیرت و کردار کی تعمیر میں بہت اہم رول ادا کرتے ہیں اور برے ماحول، برے دوست انسان کو بگاڑنے میں معاون ہوتے ہیں۔ (مولانامحمد مشیرکاشفی)

Scanned with CamScanner

مدارس اسلامیہ اور اردو زبان کی خدمات

محمد امتیاز رحمانی جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر

مدارس اسلامیہ دینی قلعے ہیں، دینی جرأت، ایمانی غیرت اور اسلامی حمیت کے علم بردار اور پاسدار اس میں تیار کیے جاتے ہیں، اس تربیت گاہ علم ودانش میں دین کے ایسے ماہرین پیدا کیے جاتے ہیں، جو معاشرہ کو اسلامی، دینی اور مثالی بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور دینی فضاء قائم کرنے میں مختلف جہتوں سے بے پناہ کوشش کرتے ہیں، خاص طور سے ملک ہندوستان میں اسلامی حکومت کے زوال پذیر ہوجانے کے بعد یہی مدارس اسلامیہ اور ان ہی کے تربیت یافتہ با حوصلہ علماء نے ان باطل تحریکوں کا مقابلہ کیا جو اس ملک کے مسلمانوں کو نیست ونابود کردینے کے لیے تیزی سے سرگرم ہوئی تھیں، ان مدارس اسلامیہ کے غیور علماء نے قادیانی، آریہ سماجی اور عیسائی تحریک کا اگر بروقت حسن تدبیر، اور سرفروشانہ انداز میں مقابلہ نہ کیا ہوتا تو اس ملک کا حال بھی اسپین سے بہت الگ نہ ہوتا، جہاں نسلیں تو باقی رہ گئیں، لیکن ایمان دلوں سے رخصت ہوگیا اور مسلمان اپنا مذہب چھوڑ کر عیسائی ہوگئے۔

مدارس اسلامیہ کا سلسلہ صفہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے، تاریخ بتلاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صفہ (چبوترہ) پر اپنے جاں نثار صحابہ کو ایسی علمی وعملی تربیت دی تھی کہ وہ جب اور جہاں گئے، چھا گئے اور چند برسوں میں پورا عالم ان کے سامنے سرنگوں ہوگیا اور عالم کے لوگ ان کے گرویدہ ہوکر رہ گئے۔ وہی روح مدارس اسلامیہ میں رہنے والے علماء وطلباء میں آج بھی کارفرما ہے، ان حضرات سے بھی قوم وملت کی صلاح وفلاح کا جو کام اللہ تعالی لے رہا ہے، وہ اپنے منتخب اور برگزیدہ بندوں ہی سے لیا کرتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ قوم وملت کے لیے اگر کوئی جماعت اس ملک میں خاموشی کے ساتھ نمایاں خدمات انجام دے رہی ہے، تو وہ یقیناً علماء کی جماعت ہے، اس لیے مدارس اسلامیہ مسلمانوں کو جان ودل سے عزیز ہیں اور وہ ان کی حفاظت کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اور اس کی بقاء وتحفظ اور ترقی کے لیے اپنا جانی ومالی ہر قسم کا تعاون پیش کرتے ہیں، مسلمانوں کو مدارس اسلامیہ اس لیے بھی عزیز ہیں کہ ان کے زیادہ تر بچوں کے علم وتربیت کے مراکز یہی مدارس اسلامیہ ہیں۔ مدارس اسلامیہ خدا کے حکم پر عملی اظہار بھی ہیں، جو بلاشبہ دین کے ماہرین کو بڑی تعداد میں تیار کرکے خدا کے حکم کی بجا آوری کررہے ہیں۔

وطنی لحاظ سے بھی مدارس اسلامیہ کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، آزادی کا خواب ہندوستان کو انھیں مدارس کے تربیت یافتہ علماء نے دکھایا اور پورے ملک میں انگریزوں کے خلاف ذہن ومزاج بنایا اور جب ضرورت پڑی تو ہزاروں کی تعداد میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، جیل کی سلاخوں کے پیچھے کی سختیاں برداشت کیں، لاکھوں کا مالی نقصان برداشت کیا، مگر ملک کو آزاد کراکے دم لیا۔ ہر زمانے میں ان مدرسوں نے ملک کو ایسے عظیم راہ نما اور رہبر دیے، جنھوں نے ملک کو ترقی واستحکام بخشا، پہلے صدر جمہوریہ ڈاکٹر راجندر پرشاد، پہلے وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد، عظیم سائنس داں اور مقبول صدر جمہوریہ ڈاکٹر اے پی جے عبدالکلام، ماہر قانون پی شیو شنکر، ڈاکٹر ذاکر حسین وغیرہ اس کی مثالیں ہیں، تعلیمی اداروں کی بھیڑ میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ سب سے زیادہ امن پسند اور وفا شعار شہری ملک کو مدارس اسلامیہ ہی نے دیے، جنہوں نے اپنی تعلیمی لیاقت اور اعلیٰ صلاحیت کے بل بوتے پوری دنیا میں ہندوستان کا نام روشن کیا، مدارس نے جہالت کی شرح کو کم کرنے اور تعلیم کی شرح میں اضافہ کرنے میں بھی اہم رول ادا کیا، جو حکومت کی ترجیحات میں شامل ہے، مدارس اسلامیہ کی جو دینی ووطنی خدمات ہیں، اس کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا صحیح ہوگا کہ مدارس اسلامیہ دینی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ ملکی اثاثہ ہیں اور ان کی قدردانی ہر ہندوستانی کو اپنے لیے لازم اور ضروری سمجھنی چاہیے۔

حضرات گرامی:

انھیں خدمات کے ساتھ ساتھ مدارس اسلامیہ نے زبان وادب کی بھی خدمت کی ہے، اردو زبان کی ابتدا سے آج تک جس ادارے نے سب سے زیادہ محافظین اردو کو پیدا کیا اور ہر زمانہ میں بڑے بڑے ادیب وشاعر دیئے وہ سب کے سب فیض یافتہ رہے ہیں ان مدارس کے، جسمیں شاعر مشرق علامہ اقبال، مرزا غالب، مولانا حالی، جگر مرادابادی، کے نام بہت نمایاں ہیں، اردو ادب میں مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا مناظر احسن گیلانی، علامہ شبلی نعمانی، شورش کاشمیری، مولانا عبدالماجد دریا آبادی، مولانا عبدالوحید صدیقی، مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی، کا نام اب زر سے لکھنے کے قابل ہے، مولانا اسماعیل میرٹھی کی کتاب شائد ہی کسی گھر میں نہیں پہونچی ہوگی کیونکہ اردو کی پہلی بچپن میں گھر کے لوگ ہر بچے کو پڑھاتے ہیں، مدرسہ ہی ایک ایسا ادارہ ہے جہاں سب سے زیادہ اردو بولی اور لکھی جارہی ہے وہاں کے طلبہ اور اساتذہ اسی اردو میں بولتے ہیں، وہاں کے دفاتر میں یہی اردو رائج ہے، عربی اسلامی کتابوں کے سمجھنے اور سمجھانے کا واحد ذریعہ یہی اردو ہے، اور اب تو تقریباً حدیث کی تمام متداول کتابوں کا ترجمہ اور تشریح بھی اردو میں آگئی ہے، قرآن وحدیث پر اگر سب سے زیادہ ترجمہ کا کام ہوا ہے تو وہ اردو زبان ہی ہے۔ مونگیر میں جو مدارس قائم ہیں، ان تمام مدارس نے اردو کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے، مدارس میں عربی زبان کے علاوہ سب سے زیادہ اردو ہی زبان میں اساتذہ درس دیتے ہیں، جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر کے طلبہ اردو خطاطی کے ماہر ہوتے ہیں، یہاں استاد شعراء کے اشعار یاد کرانے کا رواج ہے، مومن، غالب، داغ، ذوق، اقبال، جگر، جوش، کلیم عاجز، اور احمد فراز کے اشعار نوک برزبان ہیں، طلبہ کی ایک بڑی تعداد ہے جنہیں ہزار ہزار اشعار یاد ہونگے۔

ہماری حکومت چاہتی ہے کہ اردو کا فروغ ہو، اردو بہار کی دوسری سرکاری زبان کا درجہ رکھتی ہے اس حیثیت سے بھی اسکی ترقی ہو مگر کیا حکومت نے اس کی پابندی کی، کیا ہر سرکاری دفاتر میں اردو کے مترجم ہیں، تھانوں کے اندر، اردو جاننے والے منشی ہیں، حکومت کے اعلیٰ محکموں کے اندر اردو میں کام کرنے والے بحال کئے گئے، جائزہ لیجئے تو معلوم ہوگا نہیں، تو پھر کیسے اردو زندہ رہیگی اس لئے حکومت ان ادروں کی مدد کرے جہاں اردو چلتی پھرتی ہے، جہاں اردو پیدا ہوتی ہے اور جوان ہوتی ہے اس لئے ساری سہولتیں ضلع کے ہر ممتاز مدارس کو دی جانی چاہیے، چاہے وہ حکومت سے منظور ہوں یا آزاد مدارس ہوں، تب جاکر اردو کیلئے کچھ ہوسکے گا، ورنہ اجلاس، سیمینار، سمپوزیم اردو کا اشتہار تو ہوسکتا ہے اردو کو زندہ رکھنے کی خدمت نہیں ہوسکتی۔

آج ہم اس کا رونا روتے ہیں کے اردو کو سرکار اہمیت نہیں دیتی اردو کا جو مقام ہے اسے نہیں ملتا، اردو کے ساتھ سوتیلا برتاو کیا جارہا ہے، لیکن ہم نے اسکی چاشنی کو محسوس کرانے کی کوشش کی؟ کیا ہم نے اپنے گھر پر ناموں کی تختیاں اردو میں لگائیں؟ کیا ہم نے اپنی دوکان، اپنے محلے کا نام اردو میں لکھانے کی کوشش کی؟ کیا اپنے بچوں کو اسکول بھیجنے سے پہلے اسے اردو کی تعلیم دی؟ اپنے بچوں کو نام، پتہ اردو میں لکھنے کی مشق کرائی ------تو ہم چپ رہینگے مگر اردو پردہ سے آواز دیگی نہیں نہیں۔ تو فیصلہ کیجئے کہ اردو کیسے زندہ رہیگی، اسکا فروغ کیسے ہوگا۔

اگر ہم اردو سے محبت کرتے ہیں تو اردو کو اپنے گھر سے شروع کریں: اردو کارواں کا پیغام

امارت شرعیہ کیمپس پھلواری شریف، پٹنہ میں اردو کارواں کے نئے دفتر کا افتتاح، دعائیہ مجلس کا انعقاد

مورخہ ۲۳ر مارچ کو امارت شرعیہ کیمپس پھلواری شریف میں اردو کارواں کے نئے دفتر کے افتتاح کے موقع پر ایک دعائیہ مجلس کا انعقاد ہوا۔ اس دعائیہ مجلس میں اردو کارواں کے نائب صدر اور بہار اردو اکیڈمی کے سابق سکریٹری جناب مشتاق احمد نوری، کارواں کے نائب صدر مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ کے ساتھ کارواں کے ارکان میں سے مولانا مفتی محمد سہراب ندوی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ، مولانا سہیل اختر قاسمی نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ، مولانا شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی شریعت امارت شرعیہ، مولانا محمد عادل فریدی قاسمی کارکن شعبۂ نظامت امارت شرعیہ بھی شریک ہوئے، ان کے علاوہ مولانا احمد حسین قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ، جناب سید نثار احمد صاحب ایڈمنسٹریٹر مولانا منت اللہ رحمانی پارامیڈیکل انسٹی ٹیوٹ اور مولانا محمد ارشد رحمانی آفس سکریٹری امارت شرعیہ بھی شریک ہوئے۔

اس موقع سے اردو کارواں کے ذمہ داروں نے اردو کے کارواں کے ذریعہ اردو کے مسائل کو حل کرنے کے لیے پوری حکمت عملی کے ساتھ عملی جدوجہد کرنے کے عزم کا اظہار کیا اور امید ظاہر کی کہ اس دفتر سے اردو کارواں اردو کی ترقی اور فروغ کے لیے پورے صوبے میں تحریکی طور پر کام کرے گی۔ کارواں کے نائب صدر جناب مشتاق احمد نوری صاحب نے کہا کہ سرکار کی جن غلطیوں کی وجہ سے اردو کا نقصان ہوا ہے، اردو کارواں اس کو ٹھیک کرنے کی محنت کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر اردو کے بارے میں بحث کرنے سے اردو کی ترقی نہیں ہوگی، اردو کی بقاء اور اس کی ترقی کے لیے ہمیں خود کچھ کرنا ہوگا، اگر ہم خلوص سے کچھ کریں گے تو یقیناً تبدیلی محسوس کریں گے، انہوں نے اردو کارواں کی جانب سے پوری اردو آبادی کو پیغام دیتے ہوئے کہا کہ اگر ہم دل سے اردو سے محبت کرتے ہیں تو اردو کو اپنے گھر سے شروع کریں۔ انہوں نے کہا کہ اردو میں خطوط لکھنے کا رواج ڈالیے، اردو میں پتے لکھ کر پوسٹ کیجیے، تجربہ کرکے تو دیکھئے اگر بڑی تعداد میں اردو میں پتے لکھے ہوئے خطوط بھیجے جائیں گے تو محکمہ ڈاک بھی اردو داں ڈاکیہ کو رکھنے پر مجبور ہوگا۔ اردو تحریک کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اردو کی تحریک بہار میں شروع ہی سے چل رہی ہے، ایک زمانہ تھا جب پروفیسر عبدالمغنی اور جناب غلام سرور صاحب مرحوم اس تحریک کے روح رواں تھے، ان لوگوں کی کوشش سے اردو کو بہار میں دوسری سرکاری زبان کا درجہ ملا، دوسری سرکاری زبان کے کئی پہلو تھے، لیکن سارا زور سرکاری طور پر اردو میں نیم پلیٹ لگانے پر ہی صرف کیا گیا، دوسرے نکات کو نظر انداز کیا گیا، اردو والے بھی اس آدھے ادھورے درجے سے مطمئن ہوگئے اور اس غلط فہمی میں رہے کہ اردو کو سارا حق مل گیا، لیکن حقیقت ہے کہ ابھی اردو کو اس کا حق دلانے کے لیے بہت محنت کی ضرورت ہے۔

غلام سرور مرحوم اور پروفیسر عبدالمغنی کے انتقال کے بعد جو اردو تحریک کمزور ہوچکی تھی۔ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی سرپرستی میں اردو کارواں کے قیام کے ساتھ اب اس تحریک میں دوبارہ روح پھونکی گئی ہے اور نئی توانائی پیدا ہوئی ہے۔ ان شاء اللہ اردو کارواں کے ذمہ دار اور ارکان اس تحریک کو زندہ اور سرگرم رکھنے کے لیے اپنی پوری توانائی لگادیں گے۔ کارواں کے دوسرے نائب صدر اور امارت شرعیہ کے نائب ناظم مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے کہا کہ سرکار سے جو کام کروانے کے ہیں اس کے لیے اردو کارواں کے ذریعہ مضبوط مطالبات وزیر اعلیٰ، وزیر تعلیم اور متعلقہ وزارتوں کے سامنے رکھے جائیں گے، لیکن ساتھ ہی ہم اردو والے بھی اپنی ذمہ داری نبھائیں، اردو صرف ہماری زبان نہیں بلکہ ہمارا تہذیبی ورثہ اور ہماری ملی وقومی شناخت ہے، اس شناخت کو قائم رکھنے کے لیے ہمیں اپنے گھروں میں اردو کی آبیاری کرنی ہوگی، اس کی جڑوں میں پانی دینا ہوگا، صرف تنوں اور پتوں پر پھوار ڈال کر ہم اردو کی ترقی اور بقا کی امید نہیں کرسکتے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ اردو کارواں کے ذریعہ اور امارت شرعیہ کی ترغیب تعلیم اور ترقی اردو کی ریاست گیر تحریک کے ذریعہ ہم پورے صوبے میں اردو کی ایسی شمع روشن کرنے میں کامیاب ہوں گے جس کی ضوء پورے ملک میں محسوس کی جائے گی۔

دفتر کے افتتاح کے بعد نائب صدر جناب مشتاق احمد نوری نے اپنے چیمبر میں بیٹھ کر باضابطہ نائب صدر کی ذمہداری سنبھالی انہوں نے امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب سے فون پر گفتگو کرکے کام کرنے کے سلسلے میں ضروری ہدایات حاصل کیں۔ ہولی کے بعد ان شاء اللہ وزیر اعلی بہار اور وزیر تعلیم سے ملاقات کرکے انہیں عرض داشت پیش کی جائے گی۔ جناب نوری صاحب روزانہ صبح گیارہ بجے سے ایک بجے تک دفتر میں تشریف رکھیں گے۔ اردو کے سلسلہ میں کوئی مشورہ دینا ہو یا لینا ہو تو دفتری اوقات میں جناب مشتاق احمد نوری صاحب سے مل سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

آسان اور مسنون نکاح مہم کے دو کامیاب مشاورتی اجلاس

آل انڈیا مسلم پرسنل لا کا دس روزہ مہم برائے آسان اور مسنون نکاح کا فیصلہ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی اصلاح معاشرہ کمیٹی نے آسان اور مسنون نکاح کو رواج دینے کے لئے مہم شروع کر رکھی ہے اس مہم کو مؤثر اور ملک گیر بنانے کیلئے مختلف قسم کے اقدامات کئے جا رہے ہیں، گذشتہ بیس دنوں میں مہاراشٹر، کرناٹک، مدھیہ پردیش، تلنگانہ اور گجرات میں مشاورتی اجلاس منعقد ہوئے جن میں کئی ہزار علماء، سماجی کارکنان اور سرکردہ شخصیات نے شرکت کی، اس سلسلہ کو دراز کرتے ہوئے ملک کے مختلف حصوں میں اصلاحی کام کرنے والی خواتین کا مشاورتی اجلاس مورخہ ۲۳/مارچ ۲۰۲۱ء صبح دس بجے مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی (سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) کی نگرانی میں منعقد ہوا، اس اہم مشاورتی اجلاس کی صدارت ڈاکٹر اسماء زہرہ صاحبہ (کنوینر ویمنس ونگ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) نے کی اور اجلاس کے اختتام پر مختصر مگر جامع خطاب سے نوازا، ملک کی مختلف ریاستوں مہاراشٹر، تلنگانہ، آندھرا پردیش، تامل ناڈ، دہلی، یوپی، ایم پی اور کرناٹک وغیرہ سے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی خواتین نے اس مشاورتی اجلاس میں شرکت کی، اجلاس کی ابتدا میں محترمہ ڈاکٹر فوزیہ خان (پربھنی) نے اصلاح معاشرہ کمیٹی کے اس اقدام کو مثبت اور بہترین پہل قرار دیتے ہوئے اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا اور یہ کہا کہ جن بیٹیوں پر ظلم ہو رہا ہے، ہمیں ان کی آواز بن کر آگے آنا ہوگا، نکاح کو آسان بنانے کے سلسلے میں بھرپور محنت کرنی ہوگی۔

محترمہ ممدوحہ ماجد صاحبہ (دہلی) محترمہ بازغہ دھورو صاحبہ (علی گڑھ)، محترمہ فاطمہ مظفر صاحبہ (چنئی) محترمہ ڈاکٹر عرشین صاحبہ (دھولیہ) محترمہ صالحہ رضوان صاحبہ (بھوپال) ڈاکٹر نگہت پروین صاحبہ (یوپی) محترمہ زینت مہتاب صاحبہ (یوپی) محترمہ زارا خان صاحبہ (حیدرآباد) محترمہ فاخرہ عتیق صاحبہ (چنئی) محترمہ یاسمین عنبر صاحبہ (جالنہ، مہاراشٹر) محترمہ منیرہ کیگانی صاحبہ (ممبئی) محترمہ ڈاکٹر خضرہ صاحبہ (دہلی) محترمہ شمیم فاطمہ صاحبہ (حیدرآباد) سمیت مختلف علاقوں کی خواتین نے اہم تجاویز پیش کیں، اور اپنے اپنے علاقوں میں اس مہم کو مضبوط بنانے کے سلسلے میں اپنا گراں قدر تعاون پیش کیا۔

خواتین کے کامیاب مشاورتی اجلاس کے بعد یوپی، دہلی اور اتراکھنڈ کے علماء، عمائدین اور سرکردہ افراد کی میٹنگ ایڈوکیٹ ظفریاب جیلانی صاحب (سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) کی نگرانی اور مولانا خالد رشید فرنگی محلی صاحب (رکن مجلس عاملہ بورڈ) کی صدارت میں منعقد کی گئی، جس میں محترم ارکان بورڈ سمیت نامی گرامی شخصیات نے شرکت فرمائی۔ مشہور داعی مولانا کلیم صدیقی صاحب نے اصلاح معاشرہ کمیٹی کی جانب سے کیے جانے والے اقدامات کی بھرپور تائید کرتے ہوئے کہا کہ اس طرح کی تحریکات کو سب سے زیادہ نقصان علماء اور قائدین کی بے عملی سے ہوتا ہے۔ اس لیے کوشش کی جائے کہ دینی وملی زعماء اور نامور علماء نکاح کی سادگی کے سلسلے میں عملی نمونہ پیش کریں۔ اس موقع پر ایڈوکیٹ ظفریاب جیلانی صاحب نے بھی اظہار خیال فرمایا۔ تینوں ریاستوں سے شرکت کرنے والے اہم علمائے کرام اور سماجی کارکنان نے اپنی رائے پیش کیں، جن میں مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی (کل ہند امیر جمعیت اہلحدیث) جناب مولانا انعام الحسن صاحب (خلیفہ مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ) مولانا قاری رحیم الدین قاسمی صاحب (مہتمم جامعہ حکیم الاسلام دیوبند) مولانا ڈاکٹر رضی الاسلام صاحب ندوی (سکریٹری شعبہ اصلاح معاشرہ جماعت اسلامی) مولانا حافظ اکرم قاسمی (سیتاپور) مولانا عالم مصطفیٰ صاحب (جنرل سکریٹری اسلامک سینٹر فیروزآباد)، مولانا عبداللہ آزاد مظاہری (نائب قاضی شہر کانپور) مولانا ابوالحسن ارشد کاندھلوی (کاندھلہ) مولانا جناب قاری نسیم احمد منگلوری (اتراکھنڈ) مولانا رضوان غازی (ہری دوار) مولانا عبدالمالک مغیثی (صدر ملی کونسل سہارنپور) مفتی عاشق صدیقی ندوی (پھلت) اور مفتی نجیب قاسمی بارہ بنکی بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

یہ مشاورتی اجلاس مورخہ ۲۴/مارچ ۲۰۲۱ء صبح دس بجے حافظ حمیدالرحمان رحمانی کی تلاوت سے شروع ہوا۔ ابتداء میں مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی نے غرض وغایت بیان کی، اس کے بعد تجاویز کا سلسلہ شروع ہوا جو دوپہر ایک بجے تک جاری رہا۔ مفتی نسیم رحمانی صاحب (کنوینر اصلاح معاشرہ کمیٹی) نے دہلی میں اصلاح معاشرہ کے سلسلے میں کی جانے والی کوششوں پر روشنی ڈالی اور اس مہم کو دہلی میں مؤثر طریقے سے جاری کرنے کی یقین دہانی کرائی۔ یوپی، دہلی اور اتراکھنڈ کے مختلف علماء، احباب اور عمائدین کی طرف سے پیش کی گئی تجاویز کی روشنی میں چند اہم قراردادیں منظور کی گئیں، اسی طرح اس بات کا فیصلہ بھی کیا گیا کہ یوپی، دہلی اور اتراکھنڈ میں ضلعی اور شہری سطح کی اصلاح معاشرہ کمیٹی تشکیل دی جائے گی۔ ان شاء اللہ الرحمن! یوپی میں مختلف اضلاع کے اہم لوگوں سے رابطہ کرنے اور اصلاحی کمیٹیوں کا خاکہ بنانے کی ذمہ داری ایک مرکزی کمیٹی کے سپرد کی گئی ہے جو ان شاء اللہ چند دنوں میں اپنی رپورٹ اور خاکہ پیش کرے گی۔

یہ مشاورتی اجلاس دوپہر میں سوا بجے مولانا خالد رشید فرنگی محلی کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ مولانا مہدی حسن عینی (دیوبند) نے تمام علمائے کرام اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ مجلس کے اخیر میں مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی نے یہ اعلان بھی کیا کہ ۱۳/شعبان بروز سنیچر سے ۲۳/شعبان بروز منگل تک پورے ملک میں دس روزہ آسان اور مسنون نکاح مہم چلائی جائے گی اور اس سلسلے کی مختلف سرگرمیاں انجام پائیں گی

پولس کے ہراساں کرنے پر کیا اقدامات کریں

لا اینڈ آرڈر کو قائم رکھنے اور نظم وضبط کو برقرار رکھنے کے لئے حکومت کی طرف سے ہر جگہ پولیس تعینات ہیں، مگر اکثر دیکھا یہ گیا کہ قانون کا محافظ ہی قانون شکنی کا مرتکب ہوتا ہے، اور بے قصور لوگوں کو ہراساں کرنے کی تدبیریں کرتا رہتا ہے، اس لئے عدالت نے پولیس کی جانب سے ہراساں کئے جانے کے معاملات کو روکنے کے لئے جو عموما تحقیقات کے عمل کے دوران پیش آتے ہیں، مندرجہ ذیل رہنما خطوط جاری کئے ہیں:

(۱) جب کسی فرد کا نام شکایت میں درج ہو یا اس واقعے کے کسی گواہ نے شکایت کی ہو، تب یہ پولیس افسر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس شخص کو تحریری طور پر ضابطہ فوجداری کے سیکشن 160 کے تحت سمن کرے، اور بتائے کہ اسے تفتیش کے لئے ان کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ حاضر ہونے کی تاریخ اور وقت وضاحت کے ساتھ بتائیں۔ (۲) ''تفتیشی منٹس'' (Investigation Minutes) کے بارے میں تھانہ کی ڈیلی ڈائری/اسٹیشن ڈائری/جنرل ڈائری میں ریکارڈنگ ہونی چاہئے۔ (۳) پولیس آفیسر کو کسی بھی تفتیش کے دوران لوگوں کو کسی طرح بھی ہراساں کرنے میں ملوث نہیں ہونا چاہئے۔ (۴) ایف آئی آر کی ابتدائی تفتیش یا رجسٹریشن کے بارے میں، سپریم کورٹ کے واضح کردہ رہنما اصول کے مطابق سختی سے عمل کیا جائے۔

عدالت کے ذریعہ بیان کردہ رہنما خطوط: (۱) سی آر پی سی کے سیکشن 154 میں کہا گیا ہے کہ ایف آئی آر کا اندراج لازمی ہے، اگر معلومات کسی قابل اعتراف جرم کا ارتکاب ظاہر کرتی ہے اور ایسی صورتحال میں ابتدائی تفتیش جائز نہیں ہے۔ اگر دی گئی معلومات، ظاہری طور پر جرم کا انکشاف نہیں کرتیں، لیکن اس سے تحقیقات کا مطالبہ ظاہر ہوتا ہے تو ابتدائی تفتیش صرف اس بات کے لئے کی جا سکتی ہے کہ آیا ظاہری طور پر جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے یا نہیں۔ (۲) اگر انکوائری سے پتہ چلتا ہے تو، ظاہری طور پر جرم کا رتکاب ہوا ہے تو ایف آئی آر درج کرنی ہوگی۔ ان معاملات میں جہاں ابتدائی تفتیش ہوتی ہے، شکایت ہی بند کر دی جاتی ہے، ایسی صورت میں ضروری ہے کہ شکایت بند ہونے کی ایک کاپی ایک ہفتہ کے اندر فوری طور پر پہلے مخبر کو پہنچائی جانی چاہئے۔ (۳) افسر اس جرم کے بارے میں اندراج کرنے کے اپنے فرائض کو ترک نہیں کر سکتے یا اس سے گریز نہیں کر سکتے ہیں اگر یہ سنجیدہ ہونے کی حیثیت سے ظاہر ہوتا ہے، مجرم افسران کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے، جو ایف آئی آر درج نہیں کرتے ہیں اگر ان کو موصولہ اطلاع کسی قابل شناخت جرم کا انکشاف کرتی ہے۔

پولیس کے ہراساں کرنے پر کیا کریں؟ (۱) کبھی بھی کسی پولیس افسر کے ساتھ جھگڑا نہ کریں، یہاں تک کہ اگر آپ جانتے ہو کہ پولیس افسر غلط ہے، تب بھی پرسکون رہیں، شائستہ رہیں۔ (۲) جب بھی کوئی ایسی صورتحال ہو جب کسی پولیس افسر کے خلاف شکایت کرنے کے لئے کسی پولیس اسٹیشن جانے کی ضرورت ہو، ہمیشہ وکیل کے ساتھ جائیں۔ (۳) اگر کسی پولیس افسر کے خلاف بدانتظامی کی شکایت درج کرنے کی ضرورت ہو تو، متاثرہ شخص اسے شہر میں کمشنر کے دفتر میں درج کروائے۔ (۴) جب کوئی پولیس آفیسر ایف آئی آر درج نہیں کرتا ہے، تو متاثرہ شخص متعلقہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو تحریری طور پر اور ڈاک کے ذریعہ دستیاب/موجود معلومات بھیج سکتا ہے، جو مطمئن ہونے کے بعد اس طرح کی معلومات سے جو جرائم کا ارتکاب ظاہر کرتی ہیں جیسے قتل، چوری، ڈکیتی، یا تو خود اس معاملے کی تحقیقات کرے گا یا پھر وہ تفتیش کے لئے کسی بھی ماتحت پولیس افسر کو ہدایت کر سکتا ہے۔ (۵) اگر پولیس سپرنٹنڈنٹ کو درج کی گئی شکایت کے باوجود بھی آپ کے حق میں نتیجہ نہیں نکالا جاتا ہے تو، متاثرہ شخص قریبی مجسٹریٹ سے مل سکتا ہے اور اپنی شکایت کو ''پی سی آر'' کے طور پر درج کرا سکتا ہے۔ جس کے بعد مجسٹریٹ، پولیس کو ایف آئی آر درج کرنے کا حکم دے گا۔ اگر کوئی فرد کسی فرائض کی کمی، کسی پولیس اہلکار کی وجہ سے بدانتظامی کا شکار ہے، جس میں فرائض کی خلاف ورزی ہو سکتی ہے، یا جان بوجھ کر خلاف ورزی کی جا سکتی ہے یا کسی اصول یا ضابطے کی نظر انداز کی جا سکتی ہے تو، وہ پولیس اہلکار، ہندوستانی پولیس ایکٹ 1861 کے سیکشن 29 کے تحت سزا دینے کا ذمہ دار ہوگا۔

(۱) جرمانے کی رقم کے طور پر ۳ ماہ تک کی تنخواہ؛ یا (۲) تین ماہ تک قید؛ یا (۳) جرمانہ اور قید دونوں۔

☆ اگر پولیس اہلکار آپ کو پولیس اسٹیشن میں حاضر ہونے کے لئے طلب کرتا ہے تو، ہمیشہ جائیں لیکن کسی وکیل کے ساتھ جائیں۔

☆ جب بھی، ایک پولیس اہلکار آپ کے ساتھ غیر مہذب برتاؤ کرتا ہے تو آپ متعلقہ دائرہ اختیار (Jurisdictional) کے ڈی سی پی کو بھی شکایت کر سکتے ہیں۔

☆ ذاتی طور پر پولیس اہلکاروں سے کبھی بھی کسی قانون پر بحث نہ کریں جب تک کہ آپ وکیل نہ ہوں۔

پولیس کمپلینٹ اتھارٹی (پی سی اے): پرکاش کیس میں فیصلے کے بعد سپریم کورٹ نے تمام ریاستوں کو اپنی پولیس میں اصلاحات کی ہدایت کرنے کے بعد ۲۰۰۶ء میں پولیس شکایت اتھارٹی تشکیل دی گئی تھی۔

وہ شکایات جو پولیس شکایت اتھارٹی میں درج کی جاسکتی ہیں: اتھارٹی، پولیس اہلکاروں کے خلاف ''سنگین بدتمیزی'' کے الزامات کی تحقیقات درج ذیل افراد کی جانب سے موصول ہوئی شکایت پر کرے گی: (۱) متاثرہ شخص یا اس کی طرف سے کوئی شخص (۲) قومی یا ریاستی انسانی حقوق کمیشن (۳) پولیس؛ یا (۴) کوئی دوسرا ذریعہ

''سنگین بدعنوانی'' کا لفظ ان جرائم کا احاطہ کرتاہے۔ (۱) پولیس کی تحویل میں موت (۲) سنگین چوٹ، جیسا کہ IPC، کے سیکشن 320 میں بیان کیا گیا ہے۔ (۳) عصمت دری یا عصمت دری کی کوشش (۴) قانونی عمل پیرائی کے بغیر گرفتاری یا نظر بندی؛ (۵) بھتہ وصولی (۶) زمین/مکان پر قبضہ؛ یا (۷) کسی بھی واقعے میں اتھارٹی کے سنگین غلط استعمال سے متعلق۔ ان جرائم میں اتھارٹی شکایت کے حقائق سے مطمئن ہونے کے بعد شکایت کے درج ہونے کے حوالے سے بھی تفتیش کر سکتی ہے۔

Scanned with CamScanner

اقبال کا فلسفۂ خودی

شمیم اکرم رحمانی

وجود کیا ہے ، فقط جوہرِ خودی کی نمو
کر اپنی فکر کہ جوہر ہے بے نمود ترا

(علامہ اقبال)

شعروشاعری کا تذکرہ آتے ہی انسان کا ذہن زلف، رخسار، آنکھ، پلک اورلب کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے، دریا، پہاڑ، اور جنگل کا تصور کرنے لگتا ہے، فراق ووصل کی داستاں میں کھوجاتا ہے، الفاظ کی خوبصورت بندش اور قافیہ پیائی کو نہارنے لگتا ہے، میر، غالب، داغ، جگر، شاد اور ساحر جیسے شعراء کو یاد کرنا شروع کردیتا ہے، لیکن اسی دوران جب اقبال اور اس کی شاعری کی گفتگو ہوتی ہے تو دل کی حالت تھوڑی دوسری ہوجاتی ہے ، اور ذہن و دماغ عشقِ حقیقی کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے ، انسان ملکی ملی اور عالمی حالات کا معائنہ کرنے لگتا ہے ، رومی، رازی، غزالی، رام، کرشن، جیسی مذہبی شخصیات کی زندگی سے سبق لیتا ہے، تو نیپولین، لینن، مسولینی جیسے فاشسٹ حکمرانوں کی حالات زندگی سے بھی عبرت حاصل کرتا ہے ، ہندوستان میں رہ کر بھی مصر، یونان، روم، فلسطین افغانستان اور یورپ بلکہ دنیا کے مختلف اطراف پر نظر جمانے کی کوششیں کرنے لگتا ہے، متعدد اہم پیغامات فلسفیانہ خیالات اور مذہبی احساسات سے دل، دماغ اور روح کو غذا فراہم کرتا ہے، کلام اقبال کی یہی وہ خصوصیات ہیں جو انہیں ان شعراء سے الگ کردیتی ہیں جن کے سلسلے میں قرآن مجید نے کہا" فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ " (وہ ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں)

اقبال اور کلام اقبال کے مطالعے کے دوران جو چیز بہت اہم بلکہ سب سے اہم محسوس ہوتی ہے وہ اقبال کا ''فلسفہ خودی'' ہے اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اقبال کے پیش کردہ فلسفہ حیات کی بنیاد ''تصورِ خودی'' پر ہے جسے سمجھے بغیر نہ اقبال کو سمجھا جاسکتا ہے اور نہ ہی کلام اقبال کو، اس لئے کہ کلام اقبال میں خودی کا لفظ معروف معنوں میں استعمال نہیں ہوا ہے بلکہ مخصوص معنوں میں استعمال ہوا ہے اور اتنا وسیع مفہوم رکھتا ہے جس کا کوئی سرا نہیں ہے بال جبریل میں اقبال خود کہتے ہیں :

خودی وہ بحر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں
تو آب جو اسے سمجھا اگر تو چارہ نہیں

علامہ اقبال سے پہلے کے اکثر شعراء اور ادیبوں نے خودی کا استعمال صرف منفی معنوں میں کیا ہے اور لفظِ خودی کو تکبر، خود پسندی، خودرائی اور خودغرضی کے مترادف کے لیے استعمال کیا ہے، لیکن علامہ اقبال نے اس چار حرفی لفظ کو ایک مثبت نظریے کی شکل میں پیش کیا اور پوری زندگی اسی خودی کی تبلیغ میں صرف کی، خودی اور بے خودی کے بارے میں اقبال کے افکار و نظریات خاص طور پر فلسفہ عجم، اسرار خودی، اور رموز بے خودی میں موجود ہیں جن کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ اقبال کے نزدیک خودی وہ جوہر ہے جس کا خارجی وجود تو نہیں ہوتا، لیکن وہ ہر وجود میں موجود ہوتا ہے، بالکل حسن کی طرح جس کا اپنا خارجی وجود نہیں لیکن ہر حسین میں موجود ہوتا ہے، یا علم کی طرح جس کا اپنا خارجی وجود تو نہیں ہوتا لیکن وہ ہر عالم میں موجود ہوتا ہے۔ اقبال کا تصور خودی دراصل مسئلہ وحدت الوجود کے خلاف پیش کیا گیا ایک بہتر فلسفہ ہے، اقبال کے عہد میں فلسفہ وحدت الوجود شد و مد سے اٹھا تھا جس میں انسان کی انفرادیت، شخصیت اور انا کی حیثیت کا انکار موجود ہے علامہ اقبال نے اسی فلسفہ حیات کے خلاف احتجاج کیا اور اپنا فلسفہ ''فلسفہ خودی'' پیش کیا جہاں نہ صرف شخصیت کا وجود تسلیم شدہ ہے بلکہ شخصیت کے وجود کا احساس ہی کامیابی کا پہلا زینہ ہے، علامہ اقبال نے فلسفۂ خودی کے اثبات کے لیے سب سے پہلے اسرار خودی کی تصنیف کی اور مختلف انداز سے اثبات خودی پر دلائل قائم کیے، تاہم جب تک علامہ کی دوسری تصنیفات کا بھی مطالعہ نہ کرلیا جائے فلسفہ خودی پر گفتگو کرنا آسان نظر نہیں آتا، ڈاکٹر عبدالسلام ندوی نے اقبال کے پیش کردہ مقدمات کو انکے اشعار کے حوالے سے مزین کرکے چند الفاظ میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے وہ لکھتے ہیں: ''اثبات خودی کے مقدمات میں پہلا مقدمہ خود خودی کا ہے، یعنی یہ کہ خودی خود کوئی چیز ہے یا نہیں؟ اگرچہ ڈاکٹر صاحب کے نزدیک یہ مقدمہ بدیہی ہے اور خود انسان کے اندر سے آواز آتی ہے: ''میں ہوں'' تاہم انہوں نے خودی کے وجود پر ایک فلسفیانہ استدلال بھی کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا کی ہر چیز میں شک کیا جاسکتا ہے، لیکن بایں ہمہ جو چیز دنیا کی تمام چیزوں میں شک کرتی ہے اس کا وجود یقینی ہے، لیکن یہ خودی بذات خود پیدا نہیں ہوئی ہے بلکہ اس کا کوئی پیدا کرنے والا ہے۔'' (اقبال کامل صفحہ۲۴۶)

اقبال نے نظریۂ خودی کے ذریعہ ایک طرف جہاں وحدت الوجود کی مخالفت کی وہیں دوسری طرف مسلمانوں کے جوش وجذبات کو مہمیز لگائی اور مغلیہ سلطنت کے زوال کی وجہ سے مسلمانوں میں جو عجیب قسم کی مایوسی پھیل گئی تھی اسے بھی دور کرنے کی کوشش کی اور یہ بتایا کہ خودی سے روشناس ہونے پر مسلمان ہی پھر اس دنیا میں راج کرنے کے اہل ہونگے اور خدا کے نظام تکوینی میں اپنا کردار ادا کرسکیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اقبال نے ہر اس شئے کو اپنے نظریے میں شامل کیا جس کے نتیجے بیداریاں پیدا ہوتی ہیں اور کامیابیوں کی منزلیں سر ہوتی ہیں۔ اقبال نے خودی کو نہ صرف زندگی کے تمام گوشوں میں شامل کیا بلکہ ہر عمر کے افراد کے لیے لازم قرار دیا ہے۔ تاہم اہمیت کے پیش نظر نوجوانوں کو خاص طور پر موضوع سخن بنایا اور بار بار انہیں اپنے آپ کو پہچان کر زندگی گزارنے کی تاکید کی بانگ درا میں اقبال کی مشہو نظم ''خطاب بہ جوانانِ اسلام'' اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔

اقبال کے پیش کردہ نظریہ ''نظریہ خودی'' سے اتحاد پر ضرب نہیں پڑتی ہے جیسا کہ کچھ لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے بلکہ اتحاد اور شخصیت دونوں کو تقویت فراہم ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ علامہ اقبال نے رموز بیخودی میں دلائل سے یہ بات ثابت کی ہے کہ درجہ کمال تک پہنچنے کے لئے فرد کو ایک ملت کی ضرورت پڑتی ہے جس میں فرد کی انفرادیت ختم نہیں ہوتی بلکہ اس کی حیثیت پہلے سے زیادہ مضبوط اور نمایاں ہوجاتی ہے بالکل اسی طرح جس طرح پتے مستقل حیثیت رکھنے کے باوجود درخت میں لگ کر مضبوط رہتے ہیں۔ ''بانگ درا'' میں ملت کے ہر فرد کو یہ نصیحت کی کہ

مِلّت کے ساتھ رابطہ اُستوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے ، امیدِ بہار رکھ

مثنوی اسرار خودی کے مطالعے سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ علامہ اقبال امت مسلمہ میں نہ صرف احساس خودی پیدا کرنا چاہتے ہیں بلکہ احساس خودی کے ساتھ ساتھ حیات خودی بھی پیدا کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ ضرب کلیم میں ''خودی کی زندگی'' کے عنوان کے تحت اقبال نے حیات خودی کے نتائج کو بیان کیا ہے، لیکن حیات خودی کے طریقے پر گفتگو نہیں کی ہے۔ اسرار خودی میں ہی حیات خودی کے طریقے پر روشنی ڈالی ہے اور سمجھایا ہے کہ حیات خودی کے لئے سعی مسلسل اور پیہم جد جہد لازم ہے، اقبال کے نزدیک پیہم جد جہد کے معنی یہ ہیں کہ ایک مقصد کے حصول کے بعد انسان دوسرا مقصد ذہن میں لائے اور پھر اس کے حصول کے لیے جد جہد شروع کرے، ساحل اگر عطا ہوجائے تو اسے قبول کرکے بیٹھے نہیں بلکہ راہ شوق کا مسافر بن جائے اور خود کو ایسا یوسف سمجھ کر آگے بڑھے جس کا ہر مصر کنعان ہے ورنہ خودی مرجائے گی اور انسان ایک چلتی پھرتی لاش کے علاوہ اور کچھ نہیں رہے گا۔ یہی وہ حقائق ہیں جنہیں اقبال نے قوت تخلیق سے تعبیر کیا ہے، اور جاوید نامہ میں یہاں تک کہا ہے کہ اگر کسی شخص کے اندر قوت تخلیق نہیں ہے تو اس کا دعویٰ اسلام بھی صحیح نہیں۔

هر که او را قوت تخلیق نیست — پیش ما جز کافر و زندیق نیست
از جمالِ ما نصیب خود نبرد — از نخیلِ زندگانی بر نخورد

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) وہ انسان جو تخلیقی سوچ نہیں رکھتا ہمارے نزدیک کافر و زندیق ہے، اس نے ہمارے جمال سے اپنا حصہ نہیں پایا اور وہ زندگی کے درخت کا پھل کھانے سے محروم رہا۔

لیکن مذکورہ گفتگو سے از خود یہ سوال جنم لیتا ہے کہ کن مقاصد کے حصول کے لیے پیہم کوشش کرنے کی ضرورت ہے علامہ اقبال نے اسرار خودی میں ہی استحکام خودی کی گفتگو سے اس طرح کے متعدد سوالات کے جوابات دیے ہیں۔ اسلئے کہ ان کے نزدیک خودی کا استحکام عشق سے ہوتا ہے، عشق کے علاوہ کوئی اور چیز ایسی نہیں ہے، جو انسانی وجود میں زندگی کی چنگاری کو سلگا سکے اور حصول مقصد کے لئے سب کچھ کرنے کے طریقے بتاسکے، اب ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک حقیقی معنوں میں عشق کے لائق اگر کوئی شخصیت ہے تو پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت ہے ، اقبال مسلمانوں کی خودی کو عشق رسول سے مستحکم کرنا چاہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ عشق رسول کا مطلب تقلید رسول ہے ۔ ایک مسلمان کی ذمہ داری ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کو حرز جاں بنائے ، اپنی شہرہ آفاق نظم ''جواب شکوہ'' میں عشق رسول کا فائدہ بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرنے کے نتیجے میں دنیا کیا لوح وقلم بھی انسانوں کے ہوجاتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں انسان اپنی تقدیر خود لکھنے لگتا ہے، اس کے معنی یہ ہرگز نہیں ہے کہ پھر ہاتھ پاؤں ہلانے کی ضرورت ختم ہوجاتی ہے، بلکہ عشق رسول کے نتیجے میں رازہائے سربستہ کھلنے لگتے ہیں اور کامیابی کی شاہ راہ آنکھوں کے سامنے نظر آنے لگتی ہے، جس پر انسان پریشانیوں کی پرواہ کیے بغیر شوق کے ساتھ چلتا ہے اور منزل مقصود تک پہونچ جاتا ہے، یہی وہ حقیقت ہے جس کی نشاندہی کرتے ہوئے اقبال کہتے ہیں۔

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی
عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحرگاہی

علامہ اقبال کے تصور خودی کا ماخذ ڈھونڈنے کے لئے اہل علم نے مختلف طرح کی گفتگو کی ہیں، جس میں بحث ومباحثہ کے لیے وافر مقدار میں مواد موجود ہیں، ان کی روشنی میں لوگوں نے مختلف تعبیریں کی ہیں، لیکن حقیقت تک کتنوں کی رسائی ہوئی ہے یہ کہنا مشکل ہے، سچ یہ ہے کہ فلسفۂ خودی بعض مخصوص عناصر سے ترکیب پاکر اقبال کے یہاں بالکل علیحدہ شئے ہوگیا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اقبال انیسویں صدی کے مشہور جرمن فلسفی نطشے (Friedrich Wilhelm Nietzsche) سے کچھ حد تک بظاہر فکری مماثلت رکھتے ہیں اور رومی کے فیض یافتہ ہیں جس پر انہیں بجا طور پر فخر بھی ہے، لیکن انہوں نے من وعن ان کے نظریے کو قبول نہیں کیا ہے، بلکہ قرآن وسنت میں غوطہ زن ہوکر فلسفۂ خودی کو اخذ کیا ہے، یہی وجہ ہے کہ پروفیسر نکلسن (Reynold A. Nicholson) کے نام لکھے گئے ایک خط میں انہوں نے نظریۂ خودی کی وضاحت کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ نظریۂ خودی مغربی مفکرین کی رہین منت نہیں ہے، بلکہ قرآن وسنت سے مستعار ہے۔ علامہ کے خط کا اردو ترجمہ ڈاکٹر یوسف سلیم چشتی نے کیا ہے، جبکہ ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم نے اس ترجمے کو اپنی کتاب ''اقبال اور ہم'' میں شامل کردیا ہے، جو چاہے اسے پڑھ سکتا ہے یہاں لکھنے کے لیے بہت کچھ ہے لیکن مضمون کے طویل ہوجانے کا خدشہ بھی دامن گیر ہے ، اگر اللہ نے حیات دی تو انشاء اللہ اگلے مضمون میں تربیت خودی پر گفتگو کرنے کی کوشش کی جائے گی، اب بس اقبال کے درج ذیل اشعار کو قلمبند کرتے ہوئے گفتگو ختم کی جارہی ہے، جن سے نہ صرف اقبال کے عشق رسول اور اپنی باتوں پر اعتماد کا اندازہ ہوتا ہے، بلکہ فلسفۂ خودی کے ماخذ کا سرسری علم بھی ہوتا ہے۔ مثنوی رموزِ بیخودی میں ''عرض حال مصنف بحضور رحمۃ للعالمین'' کے تحت اقبال کہتے ہیں۔

گردلم آئینہ بے جوہر است
در بہ حرفم غیرِ قرآں مضمر است
پردۂ ناموسِ فکرم چاکِ کن
ایں خیاباں از زخارم پاک کن
روزِ محشر خوار و رسوا کن مرا
بے نصیب از بوسہ پا کن مرا

ترجمہ: اگر میرے دل کا آئینہ بے جوہر ہے اور میرے کلام میں ایسی بات بھی ہے جو قرآن کی تشریح نہیں ہے، تو اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) میری ناموس کا پردہ چاک دیجیے اور امت کے باغ کو مجھ جیسے کانٹے سے پاک کردیجئے اور قیامت کے دن مجھے ذلیل رسوا کردیجئے گا یہاں تک کہ اپنے قدموں کے بوسہ سے بھی محروم کردیجئے گا۔

Scanned with CamScanner

سید محمد عادل فریدی

اپنے دفاع کے لئے میزائل تجربہ صحیح اقدام: شمالی کوریا

شمالی کوریا نے اپنے میزائلی تجربے کو صحیح قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ ان کا اپنے دفاع کے لئے میزائل تجربہ کرنے کا فیصلہ صحیح ہے۔شمالی کوریا کی سرکاری خبر رساں ایجنسی کے سی این اے نے ورکرز پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے سکریٹری کے حوالے سے اپنی رپورٹ میں بتایا کہ نئی قسم کے اسٹریٹجک گائڈڈ میزائلوں کا حالیہ تجربہ اپنے دفاع کے لئے خودمختار ریاست کا مکمل حق ہے۔یہ ایک ایسا عمل تھا جو قومی دفاعی پالیسی کے اہداف کے حصول کے لئے کیا گیا تھا،ہماری پارٹی اور حکومت نے یہ قدم ملک کی دفاعی صلاحیتوں کو فروغ دینے کے لئے اٹھایا ہے،انہوں نے کہا کہ شمالی کوریا کو امریکہ اور جنوبی کوریا کے فوجی خطرے سے خود کو محفوظ کرنا ہے جو خطرناک جنگی مشقیں اور جدید ہتھیار پیش کرر ہے ہیں،واضح رہے کہ شمالی کوریا نے جمعرات کے روز دو بیلسٹک میزائلوں کا تجربہ کیا تھا۔(یواین آئی)

دنیا میں کورونا معاملات کی تعداد ساڑھے بارہ کروڑ سے متجاوز

دنیا میں کورونا وائرس (کووڈ-19) کی وبا سے متاثرہ افراد کی تعداد 12.55 کروڑ سے تجاوز کرچکی ہے اور اس وائرس کے انفیکشن سے اب تک 27.55 لاکھ سے زیادہ افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔امریکہ کی جان ہاپکنز یونیورسٹی کے سینٹر برائے سائنس اینڈ انجینئرنگ (سی ایس ایس ای) کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق دنیا کے 192 ممالک اور خطوں میں کورونا متاثرین کی کل تعداد بڑھ کر 12 کروڑ 55 لاکھ 11 ہزار 119 ہوگئی ہے،جبکہ اب تک وائرس کے انفیکشن سے جاں بحق ہونے والوں کی تعداد 27 لاکھ 55 ہزار 540 ہوگئی ہے۔عالمی سپر پاور سمجھے جانے والے امریکہ میں کورونا وائرس کا قہر بڑھتا ہی جار ہا ہے اور یہاں متاثرہ افراد کی تعداد بڑھ کر تین کروڑ کی تعداد پار کرچکی ہے۔(یواین آئی)

میانمار فوج نے 600 سے زیادہ مظاہرین کو رہا کیا

میانمار فوج نے گزشتہ ماہ حکومت کے تختہ پلٹنے کے بعد مظاہرہ کرنے والے 600 سے زیادہ مظاہرین کو بدھ کو رہا کردیا اور اسے ماحول پرسکون کرنے کی سمت میں فوج کی یکطرفہ کوشش مانا جار ہا ہے۔اخبار ''دی گارجین'' نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ رنگون میں نیسن جیل کے باہر لوگوں کو بسوں میں بٹھایا جار ہا تھا اور یہ لوگ وکٹری کے نشان کو ظاہر کرر ہے تھے جو شاید اس بات کی علامت ہے کہ ان کی باتوں کو تسلیم کرلیا گیا ہے۔سرکاری ٹیلی ویژن کی رپورٹ کے مطابق بدھ کو 628 لوگوں کو رہا کیا گیا۔(یواین آئی)

جاپان میں زلزلے کے شدید جھٹکے

جنوبی جاپان کے ریوکو جزیرے میں زلزلے کے شدید جھٹکے محسوس کیے گئے،جس کی 5.9 ریکارڈ کی گئی ہے،امریکہ کے جیولوجیکل سروے سینٹر نے بتایا کہ جمعہ کے روز تقریباً 02:22 بجے آئے زلزلے کا مرکز صوبہ اوکی ناوا کے ہیرا رہ شہر سے 147 کلومیٹر شمال میں اور زمین کی سطح سے 153 کلومیٹر کی گہرائی میں واقع تھا۔زلزلے کے باعث کسی بھی قسم کے نقصان کی اطلاع نہیں ہے اور سونامی کی وارننگ بھی جاری نہیں کی گئی ہے۔(یواین آئی)

چین نے چار برطانوی اداروں اور نو شہریوں پر پابندی عائد کی

چین نے برطانیہ کے چار اداروں اور نو شہریوں پر پابندی عائد کرنے کا اعلان کیا ہے۔برطانیہ کے چین پر پابندیاں عائد کرنے کے جواب میں چین نے یہ قدم اٹھایا ہے۔جمعہ کے روز چین کی وزارت خارجہ نے یہ اطلاع دی۔وزارت نے کہا ''برطانیہ نے سنکیانگ میں انسانی حقوق کی مبینہ خلاف ورزیوں کا حوالہ دیتے ہوئے چین کے شہریوں اور اس ادارے پر یکطرفہ پابندیاں عائد کردی ہیں،یہ اقدام بین الاقوامی قانون اور بنیادی بین الاقوامی تعلقات کے اصولوں کے خلاف جھوٹ اور مداخلت کرنے کے مترادف ہے،جس میں چین کی دخل اندازی پر وسیع پیمانے پر رکاوٹ کھڑی کی گئی ہے،داخلی معاملات میں مداخلت چین اور برطانیہ کے تعلقات کو متاثر کرتے ہیں۔چین کی وزارت خارجہ نے سخت احتجاج و مذمت کرتے ہوئے چین میں برطانیہ کے سفیر کو طلب کیا ہے۔ساتھ ہی چین نے برطانیہ کے نو شہریوں اور چار اداروں پر بدیانتی پرمبنی جھوٹ پھیلانے کی وجہ سے پابندیاں عائد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔(یواین آئی)

کویت میں دو لاکھ سے زیادہ تارکینِ وطن اقامہ سے محروم

کویت میں کام کرنے والے دو لاکھ سے زیادہ تارکین وطن گزشتہ ایک سال کے دوران میں بیرون ملک سے نہیں لوٹنے کی وجہ سے اقاموں سے محروم ہو گئے ہیں،یہ تمام تارکین وطن کورونا وائرس کی وجہ سے عائد کردہ پابندیوں کی وجہ سے کویت واپس نہیں آسکے ہیں اور ان کے اقامے منسوخ کردیے گئے ہیں یا ان کے ویزے مدت ختم ہونے کی وجہ سے کارآمد نہیں رہے ہیں۔کویتی روزنامے القبس کی رپورٹ کے مطابق متاثر ہونے والے تارکین وطن 20 مختلف ممالک سے تعلق رکھتے ہیں لیکن مصر،سری لنکا اور بھارت سے تعلق رکھنے والے تارکین وطن سب سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔گزشتہ سال کورونا وائرس کی وبا کے آغاز پر کویتی حکومت نے اپنا یہ فیصلہ عارضی طور پر معطل کردیا تھا جس میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی تارک وطن چھ ماہ تک بیرون ملک رہے گا تو اس کا اقامتی ویزا از خود ہی منسوخ متصور ہوگا،خواہ اس کے ویزے کی میعاد ابھی باقی ہو۔اس فیصلے سے کویت میں کام کرنے والے تارکین وطن یا مکینوں کو یہ یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ اگر وہ کورونا وائرس کی وبا کی وجہ سے بیرون ملک مقیم ہیں تو ان کا ویزا کارآمد اور محفوظ ہے،کیونکہ بہت سے تارکین وطن مختلف ملکوں کی جانب سے عاید کردہ سفری پابندیوں کے پیش نظر کویت واپس نہیں آسکے تھے۔(یواین آئی)

اردو کے مسائل پر امارت شرعیہ میں اردو کارواں کی نشست

اردو کے مختلف مسائل پر وزیراعلیٰ بہار اور وزیر تعلیم حکومت بہار کو عرضداشت دینے کا فیصلہ

۲۲/مارچ ۲۰۲۱ء کو امارت شرعیہ کے مرکزی دفتر پھلواری شریف میں اردو کے مختلف مسائل پر تبادلۂ خیال کے لیے اردو کارواں کے ذمہ داران اردو کارواں کے صدر جناب ڈاکٹر اعجاز علی ارشد سابق وائس چانسلر مولانا مظہر الحق عربی و فارسی یونیورسٹی کی صدارت میں جمع ہوئے اور مختلف مسائل پر گفت و شنید کے بعد طے کیا کہ اردو سے متعلق مطالبات کے سلسلہ میں جتنا جلد ہو سکے وزیر اعلیٰ بہار کو ایک عرضداشت دی جائے،اس سلسلہ میں وزیر تعلیم حکومت بہار سے بھی اردو کارواں کا اعلیٰ سطحی وفد ملاقات کرے اور ان کے ہی توسط سے وزیر اعلیٰ کو مکتوب دیا جائے۔عرضداشت میں کون کون سے مطالبات ہوں گے،ان پر بھی غور کیا گیا اور مطالبات کو حتمی شکل دی گئی۔اس مشاورتی نشست میں صدر کارواں کے علاوہ اردو کارواں کے نائب صدر جناب پروفیسر صفدر امام قادری،نائب صدر مشتاق احمد نوری،نائب صدر مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ اور جنرل سکریٹری اردو کارواں جناب ڈاکٹر ریحان غنی صاحب شریک تھے،جبکہ مدعو خصوصی کی حیثیت سے جناب انوار الحسن وسطوی جنرل سکریٹری کاروان ادب حاجی پور و رکن اردو کارواں،مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ اور سید محمد عادل فریدی ارکان اردو کارواں نے بھی شرکت کی۔

واضح ہو کہ امارت شرعیہ اردو کی بقاء و تحفظ اور ترقی و ترویج کے لیے پورے بہار اور جھارکھنڈ میں بڑے پیمانے پر تحریک چلا رہی ہے،بہار اور جھارکھنڈ کے تمام اضلاع میں اس کے تحت مشاورتی اجلاس ہو چکے ہیں،بہار اور جھارکھنڈ کی الگ الگ صوبائی کمیٹی اردو کارواں کے نام سے بنی ہوئی ہے۔تمام اضلاع میں ضلعی کمیٹیاں بھی بنی ہیں،بلاک اور پنچایت سطح کی کمیٹیوں کی تشکیل بھی ہو رہی ہے۔اردو کارواں اردو کے مسائل کے تئیں مسلسل فکرمند اور سرگرم عمل ہے،اس ضمن میں کارواں کے ذمہ داروں کی کئی نشستیں منعقد ہو چکی ہیں اور مسائل کے حل کے لیے لائحہ عمل بنایا جار ہا ہے۔اردو کارواں کے ذمہ داروں نے امید ظاہر کی ہے کہ امارت شرعیہ کی اردو تحریک کے مثبت اور دوررس نتائج ظاہر ہوں گے اور اردو کے لیے عمومی مزاج بنانے میں یہ تحریک کامیاب ہوگی،ساتھ ہی امارت شرعیہ کی پہل پر قائم کیا گیا یہ کارواں حکومت کے سامنے بھی اردو کی مضبوط آواز رکھے گا اور حکومت سے اس کا واجب حق دلانے میں کامیاب ہوگا۔

ہندوستان-امریکہ تجارتی تعلقات کو مستحکم کرنے پر متفق

ہندوستان اور امریکہ نے باہم تجارتی تعلقات کو مزید مستحکم کرنے پر اتفاق رائے ظاہر کیا۔مرکزی وزیر صنعت و تجارت پیوش گویل نے امریکہ کے تجارتی نمائندے (یو ایس ٹی آر) کیتھرین تائی کے ساتھ ۲۵/مارچ کو ویڈیو کال کے ذریعے بات چیت کی۔اس موقع پر مسٹر گویل نے محترمہ تائی کی یو ایس ٹی آر کے طور پر تقرری پر مبارکباد دی۔دونوں نمائندوں نے کئی مسائل پر بات چیت کی اور ہندوستان-امریکہ کے درمیان تجارت اور سرمایہ کاری کے تعلقات کو مضبوط کرنے پر اتفاق رائے ظاہر کیا۔گفتگو کے دوران یکساں آئیڈیالوجی والے دونوں جمہوریتوں کے درمیان کھلے پن،شفافیت،غیر جانبدار تجارت کے اصول کو قائم رکھنے جیسے مسائل پر بات ہوئی۔دونوں نمائندوں نے ہندوستان-امریکہ کے درمیان معاشی تعاون کو بڑھانے کے لیے مشترکہ اہداف کو حاصل کرنے اور مسائل کو باہم بات چیت کے ذریعے سلجھانے پر اتفاق رائے ظاہر کیا۔دونوں نے ہندوستان-امریکہ ٹریڈ پالیسی فورم (ٹی پی ایف) کو مضبوط کرنے اور 2021 میں فورم کی اگلی وزیر سطحی میٹنگ بلانے پر بھی اتفاق رائے ظاہر کیا ہے۔(یواین آئی)

بہار بورڈ کے بارہویں کے نتائج جاری،لڑکیوں نے ماری بازی

بہار اسکول اگزامنیشن بورڈ نے بارہویں کے سبھی اسٹریم؛آرٹ،سائنس اور کامرس کا ریزلٹ جاری کردیا ہے،تینوں اسٹریم میں لڑکیوں نے بازی ماری ہے اور ٹاپ کیا ہے۔آرٹس میں مدھو بھارتی اور کیلاش کمار نے مشترکہ طور پر ٹاپ کیا ہے،ان دونوں نے 92.6% نمبر حاصل کیا،کامرس میں ستند اکماری نے ٹاپ کیا اس نے 94.2% نمبر حاصل کیا،سائنس میں سونالی کماری نے ٹاپ کیا ہے،اس نے بھی 94.2% نمبر حاصل کیے ہیں۔اس سال بارہویں کے امتحان میں کل 78.04 فیصد طلبہ و طالبات نے کامیابی حاصل کی ہے۔

اہل قلم سے چند معروضات

آپ کا محبوب ہفتہ وار جریدہ ''نقیب'' امارت شرعیہ بہار،اڈیشہ وجھارکھنڈ کا قدیم ترجمان ہے،جس میں امارت شرعیہ کی سرگرمیوں کے علاوہ دیگر ملی و قومی خبروں،اخبار عالم و مسلم دنیا کے احوال،کتابوں پر نقد و تبصرہ،یادگار زمانہ شخصیتوں کے احوال کے علاوہ مختلف دینی،علمی،تعلیمی،تہذیبی،ادبی،سیاسی،سماجی،معاشرتی،ملی و عالمی مسائل و موضوعات پر بیش قیمتی مضامین شائع کیے جاتے ہیں۔ان موضوعات پر مضمون نگار حضرات اپنی نگارشات اشاعت کے لیے ارسال فرمائیں،البتہ اپنی تحریریں بھیجتے وقت درج ذیل امور کا خیال رکھیں۔

☆ مضمون غیر مطبوعہ بھیجیں،ہاں اگر کسی دیگر اخبار و مجلہ میں ارسال کرنا ہو تو نقیب میں اشاعت کے بعد ارسال کریں۔

☆ مضمون نقیب کے معیار اور ادارہ کی پالیسی کے مطابق ہو۔

☆ مرسلہ مضمون کی کاپی خود بھی اپنے پاس رکھیں،کیوں کہ عدم اشاعت کی صورت میں مضمون واپس نہیں کیا جائے گا۔

☆ اختلافی موضوعات اور متنازعہ فیہ مسائل پر مضامین کی اشاعت کی گنجائش نہیں ہے۔

☆ قابل اشاعت مضامین حسب ترتیب اور موقع ایڈیٹوریل ریویو کے بعد ہی شائع ہوں گے۔

☆ اپنے مضامین نقیب کے ای میل naqueeb.imarat@gmail.com پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

مفتی سہراب احمد ندوی

حضرات مبلغین وکارکنان امارت شرعیہ کے مالیاتی دورے کا پروگرام

رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ میں مالی فراہمی کے لئے حضرات مبلغین، عمال، اور کارکنان امارت شرعیہ حسب ذیل علاقے کا دورہ کریں گے، اہل خیر حضرات سے اپیل ہے کہ زکوۃ وصدقات اور خصوصی عطیات سے امارت شرعیہ کا تعاون فرمائیں، اگر کسی جگہ امارت شرعیہ کا کوئی بھی نمائندہ نہیں پہنچے تو بذریعہ منی آرڈر یا چیک وڈرافٹ ناظم بیت المال امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ 801505 کے پتہ پر بھیج دی جائے، چیک یا ڈرافٹ پر صرف یہ لکھا جائے۔ BAITUL MAL IMARAT SHARIAH PATNA

صوبہ مغربی بنگال

❁ **جناب مولانا فلاح الدین صاحب قاضی شریعت دار القضاء امارت شرعیہ کولکاتا:** پارک سرکس، کانکی نارا، وغیرہ کولکاتا

❁ **جناب مولانا محمد ضمیر الدین قاسمی صاحب قاضی شریعت امارت شرعیہ فیرس لین:** شہر کولکاتا و مضافات

❁ **جناب مولانا مفتی محمد اکبر حسین مظاہری، معاون قاضی شریعت امارت شرعیہ توپسیا:** خضر پور، مٹیابرج، بیل گچھیا۔

❁ **جناب مولانا محمد عباس مظاہری صاحب عامل امارت شرعیہ:**
منگلاہاٹ، سیالدہ، بارکپور، اکرہ، چٹا بازار، مٹیابرج، دمدم، کمرہٹی، ضلع ہگلی، رشرا، ہوڑہ و مضافات کولکاتہ

❁ **جناب مولانا مفتی زبیر احمد قاسمی صاحب قاضی شریعت آسنسول:** بردوان، درگاپور، جموڑیا، پانا گڑھ، بینا چٹی، کالی پہاڑی، سیتل پور، ریل پار، تالڈانگہ، چیر کونڈا، باگھا کنڈھی، شیلی باڑی، بودہ، چینا کوڑی وغیرہ

❁ **جناب مولانا رئیس احمد رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:** شہر کولکاتا و مضافات

❁ **جناب قاری محمد داؤد عرفانی صاحب مولانا منت اللہ رحمانی میموریل ہائی اسکول آسنسول:**
آسنسول، منشی بازار، مرغا سائل، اوشا گرام، ہاٹن روڈ، بسٹن بازار، رانی گنج و مضافات سوانگ، کتبرہ، کرچیا، پھسرو بازار، بوکارو، اسٹیل سیٹی، گومیا سنڈے بازار، چندر پور وغیرہ۔

❁ **جناب مولانا محمد فخر الدین قاسمی صاحب قاضی شریعت دار القضاء پرولیا:** ضلع پرولیا مغربی بنگال

❁ **مولانا ضیاء الاسلام قاسمی دار القضاء امارت شرعیہ:** مرشد آباد، مرارے بنگال وملحقہ مواضعات، تبیش پور جھارکھنڈ

صوبہ مہاراشٹر، مدھیہ پردیش و گجرات

❁ **جناب مولانا محمد انظار عالم قاسمی نائب قاضی امارت شرعیہ:**
شہر ممبئی، بائیکلہ، مدن پورہ، سائن، بھیونڈی تھانہ، دھراوی، مومن پورہ، وی ٹی، قلابہ، ناگ پاڑہ، نل بازار، سیوری۔

❁ **مولانا محمد منہاج عالم ندوی صاحب امارت شرعیہ:** بھیونڈی، ممبئی

❁ **جناب مولانا سراج الدین قاسمی کارکن دار القضاء امارت شرعیہ:**
مالیگاؤں، جل گاؤں، دھولیہ، ناسک، کنھور، بھوساول، مہاراشٹر وغیرہ

❁ **جناب مولانا منت اللہ حیدری صاحب کارکن امارت شرعیہ:** سورت، احمد آباد، ناندیر، وغیرہ

❁ **جناب مولانا سعید اسعد صاحب کارکن دار القضاء آسنسول:**
بھوپال، اندور، کھنڈوا، ناگپور، اسلام پور، اے ڈی ڈی کالونی، برن پور، آسنسول، کمارڈوبھی۔ آسنسول بڑا کر، کلٹی، نعمت پور، اکھڑا بازار، انڈال، قریشی محلہ، نیا محلہ وغیرہ

❁ **مولانا محمد نوشاد عالم صاحب مبلغ امارت شرعیہ:** کھرگون، بھیکن گاؤں، اجین۔ بروانی، دھار، مہومدھیہ پردیش،

❁ **جناب مولانا عبد اللہ جاوید صاحب**
بھروچ، پالنپور، بڑودہ، بھاؤنگر۔ تلاؤباڑی۔ ہری نگر۔ نندوربار (گجرات)

❁ **جناب مولانا وسیم غازی صاحب: معاون قاضی**
کفلیتہ، ڈابھیل، لاجپور، مرولی، حاجی پورا، کالا کاچھا، کھولی۔ صوبہ گجرات۔

صوبہ کرناٹک وتامل ناڈو

❁ **جناب مولانا قمر انیس قاسمی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ:**
مدراس، ویلور، گڑیاتم، وانمباڑی، میل وشارم، حاسن، بنگلور، میسور وغیرہ

صوبہ آندھرا پردیش وتیلنگانہ

❁ **جناب مولانا صبغت اللہ قاسمی معاون قاضی دار القضاء امارت شرعیہ کٹک:**
حیدرآباد، وجے واڑہ، سکندرآباد، وشاکھاپٹنم۔

صوبہ راجستھان

❁ **جناب مولانا احمد حسین قاسمی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ:** جے پور، جودھ پور و مضافات

صوبہ یوپی

❁ **جناب مولانا راشد العزیری ندوی مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ:** لکھنو، چار مینار حیدرآباد

❁ **جناب مولانا مسعود اللہ رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
بھدوہی، بنارس، مئوناتھ بھنجن، خیرآباد، مبارک پور، کوپا گنج، گورکھپور، بلیا، دیوریا وغیرہ

شہر دہلی

❁ **جناب مولانا مفتی محمد وصی احمد قاسمی صاحب نائب قاضی شریعت:**
اوکھلا، جامع مسجد، قصاب پورا، چمیلیان روڈ، بلیماران، کھاڑی باؤلی، شیش محل، اندرلوک تری نگر، وغیرہ۔

❁ **جناب مولانا عبد القادر قاسمی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
جعفرآباد، سلیم پور، نوئیڈا، ابھی نگر، سرائے کالے خان، ، باڑہ ، ہندوراؤ، برف خانہ دہلی وآگرہ، فرید آباد، گورگاؤں

❁ **جناب مولانا صابر حسین قاسمی صاحب کارکن امارت شرعیہ:**
شہر دہلی حلقہ نبی کریم، سرائے خلیل، سلطان پوری، شاستری نگر، جھمی نگر وغیرہ (دہلی) ہارون نگر کالونی ۱، ۲، ۳۔

❁ **مولانا مجاہد الاسلام قاسمی صاحب۔** مہرولی، شاہین باغ، سنگم وہار، ستبری، نجف گڑھ، شاہدرا، میوروہار، پرانی دہلی

صوبہ جھارکھنڈ

❁ **جناب مولانا مفتی محمد انور قاسمی صاحب قاضی شریعت رانچی:**
ڈورنڈہ، رحمت کالونی، منی ٹولی، دھروا، پنڈولی، نیاسرائے، موری، بلسوکرا، سونس وغیرہ

❁ **جناب مولانا محمد ارشاد رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
رانچی شہر، توریا، چکرا، کھونٹی، ہزاری باغ، بڑکاکانا، چترا، بالوماتھ، لوہردگا۔

❁ **جناب مولانا عبد الحق صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
برہی، کریات پور، برکٹھا، کہنارا، دھنورا، پھلسور، گدری چوک، آزاد بستی، پہاڑی ٹولہ، دھنوارہ، پتھل کدوا، انکی، بیروکھوری رانچی

❁ **جناب مولانا محمد شاہد قاسمی صاحب قاضی شریعت دھنباد:** جھریا، جگ جیون نگر، کوئلہ بھون، شہر دھنباد وغیرہ

❁ **جناب مولانا کلیم اللہ مظہر صاحب قاضی شریعت چترپور:** چترپور، رام گڑھ و مضافات

❁ **جناب مولانا عبد الجبار صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
جامتارا، چترنجن، پیرپینتی، صاحب گنج، تین پہاڑ، راج محل، پاکوڑ، دمکا وغیرہ

❁ **جناب حافظ شہاب الدین صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
سوانگ، کتبرہ، کرچیا، پھسرو بازار، بوکارو، اسٹیل سیٹی، گومیا سنڈے بازار، چندر پور وغیرہ

❁ **جناب مولانا مسعود عالم قاسمی صاحب قاضی شریعت جمشید پور:** شہر جمشید پور و مضافات

❁ **جناب مولانا محمد افروز سلیمی قاسمی صاحب کارکن دار القضاء جمشید پور:**
شہر جمشید پور، موسی بنی، مئوبھنڈار، چکولیا، گوئیل، کیرہ، ہلدی پوکھر، چائباسہ، چکردھر پور، راج کھرسواں وغیرہ

❁ **جناب مولوی امتیاز احمد صاحب منیجر مکتبہ امارت شرعیہ:**
جلوہ آباد، کوڈرما، مرکچو، ڈومچانچ، حسن آباد، چھتربر، جھمری تلیا، راج دھنوارا وغیرہ

❁ **جناب مولانا شمس الحق قاسمی قاضی شریعت گریڈیہہ:** شہر گریڈیہہ، بھنڈاری ڈیہہ وملحقہ مواضعات

صوبہ اڈیشہ

❁ **مولانا عبد الودود صاحب قاضی شریعت راورکیلا**

❁ **جناب مولانا عتیق الرحمن صاحب قاسمی معلم مکتب امارت شرعیہ**

❁ **جناب مولانا کرامت حسین صاحب معلم راورکیلا:**

❁ **مولانا قاسم صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
شہر راورکیلا، لسپات مارکیٹ، لونی پاڑہ، ہینئی گڑھ، پان پوس، بنڈامنڈا، منوہر پور، گوئل بینک، بنل پہاڑ، برج راج نگر، رائے گڈھ، بالاسپور، سمبلپور، گوئل کیڑا، سکٹر ۱۵ راورکیلا، بخنی، راج نگر، ٹیلا گڑھ، سندرگڑھ وغیرہ

صوبہ آسام

❁ **جناب مولانا عبد الباری راہی مبلغ امارت شرعیہ:**
تین سکیا، ڈبروگڑھ، جوڑہاٹ، سیلاپتھار، نورتھ لکھیم پور، گوہاٹی، شیلانگ، گوالپارہ، کوچ بہار، سیب، ساگرانگ، ایٹہ نگر ارونا چل پردیس اور مضافات

صوبہ چھتیس گڑھ

❁ **جناب مولانا وسیم اختر قاسمی قاضی شریعت گیا:** امبیکاپور، ودیگر اضلاع چھتیس گڑھ، شہر گیا و مضافات

صوبہ بہار

❁ **جناب مولانا مفتی اسعد عثمانی، قاضی شریعت جوگبنی**
فاربس گنج، جھنتاہا، جوگبنی مختلف محلہ جات مدائی بستی، منی اروہ، براٹ نگر، دوہبی، دھران، ضلع مورنگ، سپتری ڈسٹری، نیپال

❁ **مولانا ارشد قاسمی، قاضی شریعت پورنیہ۔** شہر پورنیہ وغیرہ

❁ **جناب مولانا افتخار قاسمی صاحب کارکن امارت شرعیہ:** شہر پورنیہ، گلاب باغ وغیرہ

❁ **مولانا محمد عادل فریدی:** دلسنگھ سرائے، محی الدین نگر، ویدیا پتی، مہنیا، چک بہاء الدین، حسن پور، روسڑا، وغیرہ

❁ **جناب مولانا ابو القاسم رحمانی معاون قاضی امارت شرعیہ:** شہر سوپول و مضافات

❁ **جناب مولانا منظر احسن صاحب مبلغ امارت شرعیہ۔**
جوکی ہاٹ، کلیا گنج، بہادر گنج، ٹھاکر گنج، دیگھل بینک، کوچادھامن، بلدی کھوڑا۔

❁ **جناب مولانا عبد الحق صاحب، کارکن دار القضاء کٹیہار۔** شہر کٹیہار و مضافات

❁ **جناب مولانا شاہنواز عالم مظاہری امارت شرعیہ:۔**
کشن گنج، بہادر گنج، بارسوئی، دلکولہ، ضمیرہ اسٹیٹ ضلع کٹیہار، سلی گوڑی، اتر دنیاجپور وغیرہ

❁ **جناب مولانا محمد عتیق اللہ رحمانی قاضی شریعت ارریہ:** شہر ارریہ، گیاری، ذیرومائل و مضافات

❁ **مولانا زین الحق صاحب مبلغ امارت شرعیہ:** جمال چک پٹنہ، سرجاپور، چھاتاپور، پپرا بازار، بھوگراہی، قدم پورہ، بھپٹاہی، سرائے گڑھ، جدیا بازار، وتربنی گنج ضلع سوپول

❁ **جناب مولانا شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی امارت شرعیہ:** سہرسہ شہر، دسمری بختیار پور۔

❁ **جناب مولانا محبوب رحمانی ندوی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:** نوہٹہ، مجھول، بھلاہی، کرہرا، سونبرسا راج سٹین آباد، بجناتھ پور، ثوربازار وغیرہ۔

Scanned with CamScanner

حضرات مبلغین وکارکنان امارت شرعیہ کے مالیاتی دورے کا پروگرام

صوبہ بہار

- مولانا نصیر الدین مظاہری: شہر نوادہ ومضافات وشہر کانپور (یوپی)
- مولوی فیروز عالم مبلغ امارت شرعیہ: رانی ساگر، پیرو، بکرم گنج، ناصری گنج، بھوجپور، ڈمراؤں، بکسر وغیرہ
- مولانا عبداللہ عبادہ صاحب قاسمی مبلغ امارت شرعیہ: سنگھیشور استھان، اوداکشن گنج، مرلی گنج، عالم نگر، چوسا، بھرکھی، بہاری گنج۔ ضلع مدھے پورہ
- جناب مولانا محی الدین رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: شہر سستی پور، متھر اپور، مسری گھڑاری، جتوار پور، موہن پور، رودولی، وارث نگر، تاجپور وبگھونی، ساتن پور، خالص پور۔
- جناب مولانا ارشد قاسمی صاحب قاضی شریعت کشن گنج۔ شہر کشن گنج
- مولانا فیاض عالم صاحب قاضی شریعت مدھے پورہ۔ شہر مدھے پورہ
- جناب مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی بھاگلپوری معاون قاضی امارت شرعیہ: چمپانگر، ناتھ نگر، سنہولہ، حنوارہ، کہل گاؤں (بھاگل پور) کمبر ار، داؤدیگہہ (پٹنہ)
- جناب مولانا شعیب عالم قاسمی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: سوپول بیرول ضلع دربھنگہ، مونگیر، تاراپور، حویلی کھڑکپور، غازی پور، بھاگلپور، وغیرہ۔
- جناب مولانا مزمل حسین قاسمیصاحب مبلغ امارت شرعیہ: گوگری، جمال پور، کڑواموڑ، مہتاب نگر، پیر الطیف، جلکوڑہ، الولی، ہسی، جوگیا، بیلدور، شہر کھگوڑیا۔
- جناب مولانا افتخار احمد قاسمی صاحب، قاضی شریعت آڑھا: آڑھا، جمہریا ومضافات (جموئی)
- جناب مولانا محمد ارشد رحمانی صاحب کارکن امارت شرعیہ: شہر آرہ، کوئیلور ضلع بھوجپور، معین پورہ، دیگھا، شاشتری نگر پٹنہ ومضافات۔
- جناب مولانا قسیم اختر مظاہری صاحب معلم دھنباد: گیا، شیر گھاٹی، نکاری، ڈہری اون سون، کواتھ، رسول پور، بچھواں، وغیرہ
- مولوی مطیع اللہ مبلغ امارت شرعیہ: رفیع گنج، ہنٹر گنج، جوڑی، سرواں بازار، داؤدنگر، اورنگ آباد، سہسرام، ناصری گنج، بھبھوا موہنیا چناری وغیرہ۔
- جناب مولانا محمد ظہیر الحسن رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: حاجی پور، چھپرہ، تھاوے، فتحہ، گوپال گنج، بلتھرا روڈ، بیلا، منھیا، خدائی باغ، اولہن پور قصبہ لار، محمد پور پچرکھی، بجوا بازار، قاضی پور وغیرہ۔
- جناب مولوی سراج الدین صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بیرگنج، بیرگنیا، چھوراداتو، گھوڑاصحن، رکسول، رامگو حوا شرقی چمپارن وغیرہ
- جناب مولانا قاضی اطہر صاحب قاضی شریعت ڈھاکہ: شہر ڈھاکہ۔
- جناب قاری مجیب الرحمٰن استاذ تحفیظ القرآن امارت شرعیہ: سیتا مڑھی، کھیتان مارکیٹ، باؤلی محلہ۔
- جناب مولانا محمد ابوالکلام شمسی نگراں امارت پبلک اسکول: عدالت گنج، فریزر روڈ، پٹنہ جنکشن، چریا ٹانڑ، اگزبیشن روڈ، جمال روڈ، بینک روڈ، جے سی روڈ وغیرہ
- جناب سمیع الحق صاحب نائب انچارج بیت المال امارت شرعیہ: پاٹلی پترا کالونی، بورنگ روڈ، کرشنا پوری، بیلی روڈ، راجیو نگر ومضافات
- جناب مولانا مطیع الرحمٰن شمسی کارکن دارالقضاء امارت شرعیہ: کربگہیا، کنکر باغ، راجندر نگر، شریف کالونی، پتھر کی مسجد، عظیم آباد کالونی، گولک پور، شاہ گنج، سلطان گنج، تر یپولیا، عالم گنج، نیو عظیم آباد کالونی وغیرہ
- جناب مولانا رضوان احمد ندوی نائب مدیر ہفت وار نقیب امارت شرعیہ: سبزی باغ، رمنہ روڈ، پٹنہ مارکیٹ، ہتھوا مارکیٹ، کھیتان مارکیٹ، مراد پور، فقیر وارہ، لنگر ٹولی، خزانچی روڈ وغیرہ
- جناب مولوی محمد مظہر حسین کارکن امارت شرعیہ: پھلواری شریف وہارون نگر سیکٹر ۳
- جناب مولانا امتیاز احمد قاسمی معاون قاضی امارت شرعیہ: پچھم دروازہ، مال سلامی، ملت کالونی پھلواری شریف، سرانڈی، قاضی نگر، آر کے نگر۔
- جناب مولانا محمد مجیب الرحمٰن قاسمی دربھنگوی معاون قاضی امارت شرعیہ: چتکوہرہ، آفیسرز فلیٹ، ایم ایل اے فلیٹ، گردنی باغ، میٹھاپور، علی نگر کالونی، نیوملت کالونی، آر کے نگر، سجاد نگر، پولیس کالونی، انیس آباد، ہائی کورٹ مسجد
- جناب سید محمد خبیب قادری کارکن بیت المال امارت شرعیہ: خانقاہ محلہ، عیسیٰ پور، نئی آبادی وغیرہ
- جناب مولانا امام الدین قاسمی صاحب دارالقضاء امارت شرعیہ: نہسہ، شیدا نگر کھگول، الباکالونی، فیڈرل کالونی، ملت کالونی سکٹر ا، ایف سی آئی روڈ، شہباز پورہ، مہتوانہ وغیرہ
- جناب مولانا بدر انیس قاسمی کارکن دارالقضاء امارت شرعیہ: پالی، بکرم، نوبت پور، دلہن بازار، سنگھرہ، پپلاواں، آدم پور، ناریل گھاٹ، لال کوٹھی، داناپور شہر، کرجی، دجرا، بانس گھاٹ۔
- جناب مفتی احکام الحق قاسمی صاحب نائب مفتی امارت شرعیہ: سمن پورہ، اندراپوری، مجسٹریٹ وایل جی کالونی، تاج نگر دنئی آبادی پھلواری شریف۔
- جناب مولانا مطیع الرحمٰن مبلغ امارت شرعیہ۔ بختیار پور، باڑھ، مکامہ، لکھی سرائے، سکندرہ، چیورا، شیخ پورہ۔
- جناب مولانا وصی احمد قاسمی قاضی شریعت ٹیڑھا گاچھ، کشن گنج: حلقہ ٹیڑھا گاچھ وملحقہ مواضعات
- جناب مولانا عبدالواحد قاسمی قاضی شریعت دین بندھی: بلوا بازار، بیرپور بازار، دین بندھی، سمراہی، راگھوپور وملحقہ مواضعات
- جناب مولانا اصغر صاحب قاضی شریعت جہان آباد: جہان آباد، کاکو، بے بی پور، سلیم پور، لانجو وملحقہ مواضعات
- مولانا ابوذر مفتاحی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: نرپت گنج، گھڑیا، رام پور، رانی گنج، ڈومریا، رانی گنج رام پور، رجوکھر، جلال گڑھ ضلع ارریہ
- جناب مولانا وصی اللہ ندوی مبلغ امارت رعیہ: چھوٹی کھگول، بڑی کھگول، نئی آبادی، نیورہ، شرف الدین پور، منیر، بیہٹہ، مسوڑھی، تدول
- جناب مولانا ارشد علی رحمانی قاضی شریعت دربھنگہ: شہر دربھنگہ
- جناب مولانا عمر فاروق صاحب مبلغ امارت شرعیہ: شہر مظفر پور ومضافات
- جناب مولانا عبدالباری قاسمی صاحب معاون قاضی دارالقضاء سیوان: شہر سیوان، ہری بانس ومضافات۔
- جناب مولانا محمد اشتیاق قاسمی معاون دارالقضاء بسوریا وبگہا: بگہا، بسوریا، دیوراج وغیرہ
- جناب مولانا جمیل اختر مبلغ امارت شرعیہ: سوگولی، مجھولیا، بتیا، چنپٹیا، بیناٹانڑ، مرجدوا بازار، بسکھوا، سکٹا، رام نگر، نرکٹیا گنج، ساٹھی، بالمیکی۔
- جناب حافظ عمیر صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بھبھوا، کیمور، رہتاس ومضافات وغیرہ
- جناب مولانا قاری شاہد اقبال صاحب مبلغ امارت شرعیہ۔ شکری، جے نگر، جھنجھار پور۔
- مولانا غلام سرور مظاہری مبلغ امارت شرعیہ: برسونی پورنیہ، ڈگروا، بائسی، امور، روٹا۔
- مولانا محمد صلاح الدین قاسمی مبلغ امارت شرعیہ: کاوا چکنوٹہ، سرائے، بھگوانپور، شاہ پور پٹوری ویشالی، سنگھیا
- جناب مولانا رضی احمد ندوی صاحب قاضی شریعت امارت شرعیہ مونگیر: ضلع نالندہ، نور سرائے، بہار شریف، شیخانہ کلاں، عماد پور، کاغذی محلہ، خانقاہ، سوہ سرائے سلیم پور، خاص گنج، چھجو محلہ، سبیت، سیلاؤ، کھیراچمن، امیر گنج، مولانا ڈیہہ، بین موتی، رمضان پور، اوگانواں، چرنواواں، کوتند وغیرہ
- جناب مولانا محمد نعمان اختر قاسمی صاحب قاضی شریعت جھاجھا۔ جھاجھا، جموئی وملحقہ مواضعات جموئی
- جناب مولانا جرجیس احمد قاسمی معاون قاضی بیگوسرائے: شہر بیگوسرائے ومضافات
- مولانا محمد رضوان عالم مظاہری مبلغ امارت شرعیہ: پنڈوا، ٹیا گڑھ، تارکل ڈانگہ، کلنگا، خضر پور، جکدل، ہوڑہ، تاتلہ، نورتھ رنج، تلجلا مضافات وشہر کولکاتا وغیرہ
- مولانا مجاہد الاسلام رحمانی پورنوی مبلغ امارت شرعیہ: دراجلنگ، کالم پونگ، بانربات، جنے گاؤں، دیماپور شانتی پور، گیٹ سدیا، چاماپا، کھوا، دمدمہ
- مولانا محمد معتام الدین صاحب مبلغ امارت شرعیہ: ضلع گڈا وبانکا
- مولانا محمد صبغت اللہ صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بچھوارہ، ٹیانی، شاہ پور کمال، بلیا، بلھری
- مولانا مفتی اکبر علی قاسمی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: حیاگھاٹ، ہنومان نگر، گھنشیام پور، تارڈیہہ
- مولانا نوشاد عالم مظاہری صاحب مبلغ امارت شرعیہ: ضلع شیوہر کے مختلف مواضعات
- مولانا وسیم مظاہری صاحب مبلغ امارت شرعیہ: اندھرا ٹھاری، جھنجھار پور، بابو بڑھی
- مولانا محمد اسعد اللہ صاحب مبلغ امارت شرعیہ: برونی، ہنگھروا، بیگوسرائے، بھگوانپور، گڑھپورہ، ناؤ کوٹھی اسندر چک
- مولانا ذکر اللہ ندوی صاحب مبلغ امارت شرعیہ۔ رونی سید پور، میجر گنج، بیرگنیاں، پوپری، سرسنڈ۔
- مولانا منت اللہ صاحب رحمانی قاسمی مبلغ امارت شرعیہ۔ مدھے پور، نرملی ضلع مدھوبنی
- مفتی محمد عمران قاسمی صاحب مبلغ امارت شرعیہ۔ پھلپراس، گھوگھرڈیہا، لکھنور، (مدھوبنی)
- مولانا مفتی عبدالستان صاحب قاسمی مبلغ امارت شرعیہ۔ منی گاچھی، بینی پور، علی نگر دیالی وغیرہ
- مولانا عمید الزماں ندوی صاحب مبلغ امارت شرعیہ۔ بارسوئی، بلرام پور وغیرہ ضلع کٹیہار
- مولانا ہدایت اللہ صاحب مبلغ امارت شرعیہ۔ کھڈی، کلیان، کاندولی، نالہ سوپارہ، میرا روڈ۔
- مولانا فیاض احمد صاحب مبلغ امارت شرعیہ۔ رہیکا، کیوٹی، صدر بلاک دربھنگہ
- جناب مولانا اخلاق صاحب قاضی شریعت شکرپور بھرواره۔ جالے۔ بھرواره۔ شکرپور۔ سنگھواره۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس آپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

پلاسٹک کی چیزیں اورہماری صحت

بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر ضرورت زندگی میں تیزی سے اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔روزمرہ اشیائے خوردونوش کی قیمتیں اوران کی طلب بڑھتی جا رہی ہے ۔ انسان نے جدت پسندی وفراوانی کے ساتھ ہزار ہانت نئی آسانیاں اوروسائل تلاش کئے ہیں سائنس کی ترقی کی ایک مثال پلاسٹک سے تیارشدہ مصنوعات کا بے پناہ استعمال ہے جوآج ہماری روزمرہ کی زندگی کااہم جزو بن چکا ہے۔پلاسٹک پولیمر ہے جوکئی کیمیائی عناصرواجزاء سے مل کر بنتا ہے ۔ ماہرین کے مطابق پلاسٹک اور کیمیائی دھات سے انسانی صحت کو بہت خطرات لاحق ہورہے ہیں۔ پلاسٹک سے بنائی گئی مصنوعات واشیاء ایک صدی کے بعد بھی ٹوٹ پھوٹ کے بعد ختم نہیں ہوتی (میلٹ نہیں ہوتیں۔تجربات کے بعد ماہرین کا ماننا ہے کہ پلاسٹک کو لمبے عرصے تک اگرزمین میں دفن بھی کردیا جائے تب بھی اس کی حالت میں خاطر خواہ تبدیلی واقع نہیں ہوتی ۔اس کا حل صرف حرارت یا کیمیائی محلول ہیں جن کے ذریعے سے ہی پلاسٹک کو باسانی ختم کیا سکتا ہے اوراس کے ساتھ ری سائیکل کے لئے نئے کیمیائی عناصر کے ملاپ سے نئے رنگوں اور اشکال میں ڈھالا جاسکتا ہے۔

پلاسٹک کی ری سائیکل کے دوران ہیٹ پروسیس سے کئی خطرناک اقسام کی گیسیں اور کیمیکل کا اخراج وجود میں آتا ہے ۔ یہ گیسزاور کیمیکل ہوا میں شامل ہوکر آب وہوا) گلوبل وارمنگ (میں درجہ حرارت میں اضافہ کے ساتھ انسانوں وحیوانوں کے لئے بے پناہ مضرصحت امراض جن میں گلہ، سانس اور کینسر سمیت دیگر موذی وجان لیوا بیماریاں کے پھیلاؤ کا باعث بنتی ہیں۔ پلاسٹک مصنوعات کے کارخانوں اورفیکٹریوں سے خارج ہونے والا آلودہ پانی سے زرعی زمینوں) اناج،سبزیوں اورپھلوں (کوسیراب کیا جارہا ہے یہی وجہ ہے کہ انسانی جانوں میں قوت مدافعت کی کمزوری اور جان لیواامراض میں اضافہ دن بدن بڑھتا جارہا ہے۔

روزمرہ کے رہن سہن میں تیزی کے ساتھ تبدیلیاں دیکھنے میں مل رہی ہیں، ہرفرد کی کوشش ہے کہ وہ لباس، وضع قطع میں دوسرے سے منفرد نظر آئے اسلئے ریشمی دھاتوں اور پولیسٹر سے تیارشدہ ملبوسات کا بہت زیادہ استعمال عام ہوگیا۔شادی وبیاہ اور دیگرتقریبات میں خواتین کی تیاری ان ملبوسات کے بغیر ناممکن تصور ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ایسے ملبوسات کے بہت زیادہ استعمال سے خواتین وبچوں میں جلدی امراض کا اضافہ بھی دیکھنے کو مل رہا ہے۔

گھروں کے اندر پلاسٹک کے برتنوں کا استعمال عام ہو چکا۔بازاروں، مارکیٹوں شاپنگ مال کے اندر پلاسٹک انڈسٹری ومصنوعات کی بھرمار ہے ۔ملکی وغیرملکی ہرقسم کے فوڈسیٹ، ٹی سیٹ، کراکری میں پلاسٹک کی بے پناہ ورائٹی موجود ہے۔ان برتنوں کے استعمال سے پلاسٹک کے اجزاء ہمارے جسم میں کھانے کا حصہ بن کر معدہ ،خوراک کی نالی اور دیگر بیماریوں کا موجد بن رہے ہیں۔

روزمرہ کی خریداری کے اندر پلاسٹک وشاپنگ بیگ کا استعمال بازاروں، مارکیٹوں، دوکانوں میں عام ہے۔

ماہرین نے پلاسٹک بیگ ولفافے کی تیاری کے دوطریقے واضح کئے ہیں، پہلا طریقہ قدرتی ہے جس میں جانوروں اور بناتاتی اجزاء سے لفافے بنائے جاتے ہیں اور دوسرا طریقہ تجرباتی ہے جس میں فیکٹریوں و کارخانوں کے اندر پلاسٹک اور دیگرکیمیکلز کے استعمال سے شاپنگ بیگ بنانے جارہے ہیں۔ پولی تھین کے یہ لفافے نکاسی آب کی لائنوں اور نقاصی آب کی املاک کومکمل طور پرروک دیتے ہیں ہمارے ملک میں ری سائیکل اورویسٹ مینجمنٹ کا نظام نہ ہونے کے برابر ہے اس لئے پلاسٹک کے لفافے وبیگ سیوریج سسٹم کی تباہ وبربادی کا سامان پیدا کررہے ہیں۔ پائپ لائنز بلاک ہونے پر پانی سڑکوں اورگلیوں میں تالاب کا منظر پیش کرتا ہے جن پرکھیاں اور مچھروں کا بسیرا رہتا ہے اوروبائی امراض کے جراثیم بہت تیزی کے ساتھ افزائش نسل پاتے ہیں۔ پائپ لائنز پھٹ جانے سے بہت سے حادثات بھی رپورٹ ہوئے ہیں۔ سالانہ ترقیاتی کاموں کی مد میں بھاری فنڈ نالوں، کسیوں اور ویسٹ لائنوں کی صفائی ستھرائی اورمرمت پرخرچ ہوتے ہیں۔عوام کی ویلفیئر کا پیسہ جوصحت، تعلیم اوردیگرفلاح وبہبود پرخرچ ہونا چاہئے وہ ہرسال ان ترقیاتی کاموں کی نظر میں ضائع ہوجاتا ہے۔

یورپ میں ہرسال اوسطاً فی شہری دوسو پلاسٹک بیگ استعمال کرتے ہیں جن میں وقت کے ساتھ روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔آٹھ بلین سے زائد شاپنگ بیگزکوڑے میں پھینک دیا جاتا ہے، جوماحولیاتی آلودگی کا سبب بنتا ہے۔یورپی کمیشن نے اردگرد کے ماحول کوصاف ستھرا رکھنے کے لئے کئی تجاویز پرعمل درآمد شروع کیا ہے جن میں 50 مائیکرونز یا0-----05 ملی میٹر سے کم موٹائی والے شاپنگ بیگ، کیریئربیگز کے استعمال کوکم سے کم کرنا، انتہائی پتلے پلاسٹک بیگ ری سائیکل نہ کرنا تاکہ پلاسٹک کے زیادہ موٹے شاپنگ بیگز کے مقابلے میں یہ کوڑے کرکٹ کے ڈرموں، باسکٹوں میں زیادہ استعمال ہوسکے جیسے موثر اقدامات شامل ہیں۔ کسٹمرز اور صارفین سے پلاسٹک کے ان ڈسپوزابیل شاپنگ کی فراہمی پرمعمولی سے قیمت بھی چارج کی جائے گی۔آئندہ برسوں میں یورپی یونین نے پلاسٹک کے شاپنگ بیگز کے استعمال کی کمی اور مجموعی حجم میں اوسطا 80 فیصد کمی کا ٹارگٹ طے کیا ہے۔

تمام شہریوں کو چاہیے کہ اپنی زندگیوں میں قوت مدافعت کو بڑھانے کے لئے اور بیماریوں سے لڑنے کے لئے پلاسٹک کے استعمال کو اپنی روزمزرہ زندگی سے کم سے کم کردیں۔ بازار میں خریداری کے دوران کپڑے کا تھیلے کی عادات ڈالیں۔اشیاء خوردونوش، پھل اورسبزی کی خریداری کے لئے لکڑی، کین ٹوکری کا استعمال کریں۔ پلاسٹک کے لفافوں میں روٹیاں، سالن اوردیگراشیاء کی پیکنگ نہ کروائیں۔گھروں،دفاتر میں پلاسٹک کے برتن کی بجائے مٹی، چینی اورکانچ کے برتنوں کے پرانے رواج کو اپنائے جائیں۔گھروں میں فریج میں رکھے ہوئے سالن اوردیگراشیا کو چولہے پر گرم کریں۔اوران میں گرم کرنے پر پلاسٹک کی بجائے شیشے، مٹی یا چینی کے برتن کا استعمال کریں اورگرم کرتے وقت برتن کوڈھانپ کررکھیں۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

۱۰/اپریل سے پٹریوں پردوڑتی نظر آئیں گی زیادہ تر ٹرینیں

تقریباایک سال کے انتظار کے بعداب آپ کوجلدہی ریلوے پٹریوں پرمزید ٹرینیں چلتی نظرآئیں گی۔کوروناوبا کی وجہ سے زیادہ تر ٹرینوں کے پہیے جام ہوگئے تھےاورمنتخب خصوصی ٹرینیں ریلوے کے ذریعہ چل رہی تھیں۔تاہم ہندوستانی ریلوے نے اپنے میل ایکسپریس ٹرین کا آپریشن 90-95فیصد 10 اپریل سے شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ان ٹرینوں میں میل ایکسپریس کے علاوہ مسافراورٹرینیں بھی شامل ہوں گی۔جوٹرینیں پہلے سےکووڈ کے دور میں چلتی تھیں، وہ طویل عرصے سے بند ہیں لیکن اس فیصلے کے بعدان ٹرینوں میں سے تقریبا95فیصد ٹریک پر ہوں گی۔ان ٹرینوں کو کووڈ19 پروٹوکول پرعمل کرنا ہوگا۔

۵۶/طرح کی ہیلتھ سروسزکوقانونی درجہ ملے گا

اسپتالوں میں ڈاکٹروں کے علاوہ علاج مہیا کرنے میں 56طرح کی اسسٹنٹ سروسز سے وابستہ افراد کو قانونی درجہ دینے والا ایک بل لوک سبھا میں پیش کیا گیا۔صحت اورخاندانی بہبود کے مرکزی وزیرڈاکٹرہرش وردھن نے وقفہ سوال کے بعدایوان میں قومی معاون اورصحت حفاظت پیشہ ورکمیشن بل 2021 پیش کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں آزادی کے بعد سے اسپتالوں میں کام کرنے والے معاون صحت اہلکاروں کوقانونی درجہ نہیں دیا گیا۔لیب ٹیکنیشین، ریڈیولاجسٹ، فزیوتھیراپسٹ، ڈائیٹیشین، ایکسرے ٹیکنیشین، سی ٹی اسکین اورایم آرآئی ٹیکنیشین وغیرہ صحت خدمات مہیا کروانے میں اہم کرداراداکرتے ہیں۔

ریاست کے سبھی لاءکالج کے ایڈمیشن پرہائی کورٹ کی روک

بہار کے لاءکالجوں کوہائی کورٹ سے ایک بڑادھچکا لگا ہے۔ پٹنہ ہائی کورٹ نے فی الحال لاکالجوں میں داخلے پرپابندی عائد کردی ہے۔ کسی بھی سرکاری یانجی کالجوں میں داخلہ نہیں لیاجائے گا۔ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ بہار کے لاءکالجوں میں مکمل نظام نہ ہونے کی وجہ سے لیا ہے۔درحقیقت بارکونسل آف انڈیا کی جانب سے عدالت میں پیش کی جانے والی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ریاست کے لاکالجوں میں مکمل نظام موجودنہیں ہے۔ بہار کے لاءکالجوں کی صورتحال کچھ یوں ہے کہ یہاں اساتذہ اور انتظامی افسران کی بھی کمی ہے۔اس معاملے کی سماعت کرتے ہوئے پٹنہ ہائی کورٹ نے چانسلر کے دفتر، ریاستی حکومت، متعلقہ یونیورسٹی اوردیگر سے بھی مطالبہ کیا ہے۔اس معاملے پرآئندہ سماعت 23اپریل کوہوگی۔

یکم اپریل سے ۴۵/سال سے اوپر کے لوگوں کی ٹیکہ کاری

وزارت داخلہ نے کوویڈ۱۹ کے حوالے سے رہنما خطوط جاری کیے ہیں، جویکم اپریل ۲۰۲۱ء سے ۳۰/اپریل تک نافذ کیے جائیں گے۔حکومت کی ہدایت کے مطابق مرکز کے زیرانتظام علاقوں اورریاستوں میں ٹیسٹ، ٹریک، ٹریٹ، پروٹوکول اپنایا جائے گا۔حکومت کی ہدایت کے مطابق، ریاستوں اورمرکز کے زیرانتظام علاقوں میں جہاں آرٹ پی سی آر ٹیسٹ کم تعداد میں ہورہے ہیں، وہاں ٹیسٹوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے گا۔اوراسے ۷۰/فیصد تک لانے کی کوشش کی جارہی ہے۔شدید جانچ میں پائے جانے والے نئے مثبت واقعات کوجلد سے جلد اور بروقت علاج فراہم کرنے کے لئے الگ تھلگ کرنے کی ضرورت پرزوردیا گیا ہے۔دوسری طرف یکم اپریل سے ۴۵/سال سے اوپر کے تمام لوگوں کو لگے گی کوروناویکسین۔مرکزی وزیرپرکاش جاویڈکرنے اس بات کا اعلان کیا ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ ملک میں کورونا ٹیکہ بھرپورمقدار میں دستیاب ہے۔

ماسک چیکینگ کے لئے بنائی گئی ۸/رکنی ٹیم

کورونامعاملے تیزی سے بڑھتے جارہے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ کرونا کا وہی پرانا دن پھر سے آنے والا ہے۔تیزی سے بڑھتے ہوئے کورونا انفکشن نے انتظامیہ کوخوفزدہ کردیا ہے۔اب تختی کوایک بارپھر بڑھایا جارہا ہے۔۲۰۲۰ء کی طرح پٹنہ میں بھی ماسک کے لئے آرڈر جاری کیا گیا تھا۔اگر دوکانداراورگراہک دونوں ماسک کے بغیر پائے جاتے ہیں تو دکانیں سیل کردی جائیں گی، اس کے لئے ضلع مجسٹریٹ چندرشیکھر کی ہدایت کے بعد پٹنہ میں ۸/ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں، جواس طرح کے معاملات کی سختی سے جانچ کرے گی۔

۲۴/اپریل سے این وی رمنا چیف جسٹس آف انڈیا ہوں گے

جسٹس این وی رمنا 24 اپریل کونئے چیف جسٹس آف انڈیا کے طور پرعہدہ سنبھال لیں گے۔موجودہ چیف جسٹس ایس اے بوبڑے نے رمنا کو چیف جسٹس بنانے کی سفارش کی ہے۔جسٹس رمنا کو 17 فروری 2014ءکوسپریم کورٹ میں مقررکیا گیا تھا۔چیف جسٹس بوبڑے نے مرکزی حکومت کوایک مکتوب لکھتے ہوئے جسٹس رمنا کی سفارش کی ہے۔ چیف جسٹس کے طورپر رمنا کی میعاد 16 ماہ سے زیادہ ہوگی۔وہ آندھراپردیش کے ضلع کرشنا سے تعلق رکھتے ہیں۔

Volume:61/71,Issue:13 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqeeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

کیف پیدا کر سمندر کی طرح
وسعتیں، خاموشیاں، گہرائیاں
(کیف بھوپالی)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

کیا ترکی شامی مہاجرین کے لیے محفوظ پناہ گاہ بن سکتا ہے

ولیم آرمسٹرانگ (بی بی سی لندن ۱۷/ مارچ ۲۰۲۱)

اقوام متحدہ کے اعداد وشمار کے مطابق شام میں دس برس سے جاری شورش کے بعد ۳۶/ لاکھ بے گھر شامی باشندے ترکی میں رہ رہے ہیں۔ یہ دنیا میں پناہ گزینوں کی سب سے بڑی تعداد ہے۔ مختلف جائزوں سے پتا چلتا ہے کہ شامی باشندے آہستہ آہستہ ترکی میں اپنی جڑیں مضبوط کررہے ہیں، شامی پناہ گزینوں کی ایک بڑی تعداد وطن واپسی کی امیدوں کو ترک کر کے ترکی میں مستقبل بنانے پر اپنی توجہ مرکوز کررہی ہے۔

تاہم رائے عامہ کے جائزوں سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ مقامی ترک شہری شامی پناہ گزینوں کی موجودگی سے ناخوش ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے آنے والے برسوں میں انھیں متعدد چیلنجز کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ترک حکام کو مستقبل کا تعین کرتے ہوئے ان دونوں مسابقتی رجحانات کو زیر غور رکھنا ہوگا۔

پس منظر: ۲۰۱۱ء میں شامی بغاوت کے آغاز کے بعد سے ترکی میں شامی شہریوں کی تعداد تواتر سے بڑھتی رہی ہے، ترکی میں اس وقت ۳۶/ لاکھ سے زیادہ شامی باشندوں کو ''عارضی تحفظ'' کا درجہ حاصل ہے۔ ترک حکام کی جانب سے دیا گیا یہ درجہ اقوام متحدہ کے مہاجرین کے لیے مخصوص درجے سے مختلف ہے جو انھیں رہائش اور کام کا حق دیتا ہے۔ زیادہ تر شامی باشندے ملک کے شہری علاقوں میں رہائش پذیر ہیں اور ان میں سب سے زیادہ تعداد میں یہ استنبول میں رہتے ہیں، جس کے بعد سب سے زیادہ جنوب میں واقع سرحدی صوبہ گیزیانٹیپ میں رہتے ہیں۔ سرکاری اعداد وشمار کے مطابق پناہ گزین کیمپوں میں صرف ۵۸/ ہزار شامی پناہ گزین رہائش پذیر ہیں۔ ترکی میں رجسٹرڈ شامی شہریوں کی تعداد حالیہ برسوں میں مستحکم رہی ہے، جو ۲۰۱۷ء کے بعد سے ۳۴/ لاکھ سے ۳۷/ لاکھ کے درمیان ہے۔ یہ جزوی طور پر انقرہ کی جانب سے یورپی یونین کے ساتھ مارچ ۲۰۱۶ء میں ہونے والے معاہدے کا نتیجہ ہے، جس کے مطابق ترکی مالی مدد کے بدلے یورپ جانے والے تارکین وطن کو روکتا ہے۔ انسانی حقوق کے ادارے یونان پر بھی غیر قانونی طور پر مہاجرین کو ترکی واپس بھیجنے کا الزام لگاتے ہیں۔

ترکی نے اسی طرح شام کے ساتھ اپنی سرحدوں سے پناہ گزینوں کے داخلے کو روکنے کے لیے کوششیں تیز کی ہیں اور جون ۲۰۱۸ء میں ۷۶۴/ کلومیٹر لمبی دیوار کی تعمیر مکمل کی ہے۔ انسانی حقوق کی تنظیم سیریئن آبزرویٹری آف ہیومن رائٹس کا کہنا ہے کہ ۲۰۱۱ء سے لے کر اب تک ترکی کے سرحدی محافظین نے ۴۶۵/ افراد کو گولی مار کر ہلاک کیا ہے۔ فروری ۲۰۲۰ء میں ترکی سے یونان جانے کی کوشش نسبتاً کم لوگوں نے کی۔ اس طرح کے اقدامات کے باوجود جائزوں سے پتا چلتا ہے کہ ترکی میں شامی باشندے آباد ہورہے ہیں اور واپس جانے کے بارے میں نہیں سوچ رہے ہیں۔ اقوام متحدہ کے پناہ گزینوں سے متعلق ادارے یو این ایچ سی ار کی حمایت یافتہ ''سیریئن بیرومیٹر'' نامی سالانہ رپورٹ جو ترکش جرمن یونیورسٹی کے مائگریشن اینڈ انٹیگریشن ریسرچ سینٹر کے تعاون سے تیار کی گئی ہے اس کے مطابق پچھلے سالوں کے دوران حیرت انگیز تبدیلی آئی ہے۔ ستمبر ۲۰۲۰ء میں شائع ہونے والی رپورٹ کے مطابق ''میں کسی بھی حالت میں شام واپس نہیں جاؤں گا'' کہنے والے شامی مہاجرین کا تناسب ۲۰۱۷ء کی رپورٹ میں ۱۶/ اعشاریہ ۷/ فیصد سے ۵۱/ اعشاریہ ۸/ فیصد تک بڑھ چکا ہے۔ ان لوگوں کی تعداد جو کہتے ہیں ''اگر جنگ ختم ہوئی اور ہماری پسند کی حکومت تشکیل دی گئی تو میں شام واپس چلا جاؤں گا'' ۵۹/ اعشاریہ ۶/ فیصد سے کم ہو کر ۳۰/ اعشاریہ ۳/ فیصد رہ گئی ہے۔ ترکی اور شام کی مشترکہ شہریت رکھنے کے خواہشمند افراد کی تعداد کم ہورہی ہے اور لوگ صرف ترک شہریت رکھنے کے حق میں ہیں۔ اس تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ترکی میں عوامی سہولیات سے مطمئن شامی افراد کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ ترکی میں شامی باشندوں کی جڑیں مضبوط ہورہی ہیں اس بات کا اندازہ فروری ۲۰۲۰ء میں اُس وقت ہوا جب ترکی نے ہزاروں تارکین وطن کو یونان جانے کے لیے اپنی سرحد کھول دی تھی۔ شامی شہریوں کی تعداد اتنی زیادہ نہیں تھی جتنی کچھ مبصرین کی پیشین گوئی تھی۔ شامی باشندوں کی تعداد دوسرے ممالک سے تعلق رکھنے والے مہاجرین سے بہت کم تھی۔

سیریئن بیرومیٹر نامی رپورٹ کی نگرانی کرنے والے پروفیسر مراد اردوغان نے بائیں بازو کے حزب اختلاف کے اخبار بیرگن کو بتایا کہ ''جتنے لوگوں کی توقع تھی تعداد اتنی زیادہ نہیں تھی کیونکہ شامی یہاں آباد ہوگئے ہیں۔'' اسی طرح شمالی شام میں ترک فوج کی کارروائیوں کے باوجود بھی بڑی تعداد میں شامی واپس اپنے ملک نہیں گئے حالانکہ اعلیٰ ترک اہلکاروں بشمول ملک کے صدر رجب طیب اردوغان کا کہنا تھا کہ فوجی کارروائی کے بعد ایسا ہوگا۔ یو این ایچ آر سی کے مطابق صرف ۱۰۱۵۳۰/ شامی شہری ۲۰۱۶ء سے ۲۰۲۰ء کے درمیان ترکی سے رضاکارانہ طور پر واپس گئے ہیں۔ شامی باشندوں کے ترکی میں آباد ہونے کے ساتھ ترک شہریوں کی ناراضگی میں کمی نہیں آئی ہے۔ ''سیریئن بیرومیٹر'' رپورٹ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ بہت سے مقامی ترک شامیوں کو آبادی، ثقافتی اور معاشی لحاظ سے ایک خطرے کے طور پر دیکھتے ہیں۔

تقریباً ۷۵/ فیصد ترک جواب دہندگان نے اس سوال کا کہ کیا ہم شامی باشندوں کے ساتھ مل کر پرامن طریقے سے رہ سکتے ہیں؟'' کا جواب ''نہیں'' میں دیا۔ تقریباً ۸۷/ فیصد ترک باشندوں نے شامی باشندوں کو سیاسی حقوق دینے کی تجویز کو رد کیا اور اگر ان جوابات میں لوگوں کی سیاسی وابستگی کو مدنظر رکھیں تب بھی کچھ خاص فرق نظر نہیں آتا۔ شامی باشندوں کے بارے میں جب لوگوں کی رائے پوچھی گئی تو اس میں سرفہرست یہ خیالات سامنے آئے: ''وہ خطرناک لوگ ہیں جو مستقبل میں ہمارے لیے مشکلات پیدا کریں گے۔'' (۴۲/ فیصد لوگوں نے یہ جواب دیا۔) اس کے بعد ۴۱،۴/ فیصد لوگوں کا جواب تھا: ''یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے ملک کی حفاظت نہیں کر سکے۔'' ۳۹،۵/ لوگوں نے کہا ''وہ ہم پر ایک بوجھ ہیں۔'' استنبول میں مقیم ایک شخص جو اس جائزے میں شامل تھے ان کی جانب سے دیے گئے جوابات رپورٹ میں شامل کیے گئے ہیں۔ ان میں کہا گیا: ''صرف یہ کہنا کے ہم سب مسلمان ہیں کافی نہیں ہے، ہم نے دیکھا ہے کہ ان سب کے پیچھے بہت بڑا فرق ہے، بہت بڑا معاشرتی اور ثقافتی فرق۔'' تحقیقاتی ادارے میٹروپول کے جائزے کے مطابق فروری ۲۰۲۰ء میں ۷۰،۵/ فیصد ترک جواب دہندگان کے خیال میں پناہ گزینوں نے معیشت کو نقصان پہنچایا ہے اور ۷۶،۷/ فیصد کہتے ہیں کہ پناہ گزینوں کو شہریت نہیں ملنی چاہیے۔ اسی طرح استنبول پولیٹیکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی جانب سے جنوری ۲۰۲۰ء میں استنبول کے باشندوں سے کیے گئے رائے عامہ کے ایک جائزے سے یہ معلوم ہوا کہ ۷۸/ فیصد لوگوں کے خیال میں ''حکومت ترک شہریوں کی نسبت شامیوں کے ساتھ بہتر سلوک کرتی ہے۔'' کبھی کبھار ترک اور شامی کمیونٹی کے درمیان کشیدگی تشدد میں بدل جاتی ہے، کچھ سیاست دانوں نے شامی باشندوں کے خلاف جذبات کو بھڑکانے کی کوشش بھی کی ہے۔ اس سب کے باوجود سیریئن بیرومیٹر نامی رپورٹ کے مطابق ۴۸،۷/ فیصد ترک جواب دہندگان نے کہا کہ اُن کے خیال میں تمام شامی پناہ گزین ترکی میں ہی رہیں گے، ۲۹،۷/ فیصد کو توقع ہے کہ زیادہ تر یہیں رہیں گے اور ۸،۹/ فیصد کے نزدیک نصف کے قریب یہیں رہیں گے۔ دریں اثنا ہزاروں شامی کاروبار ترکی میں قائم ہو چکے ہیں اور تقریباً ۷۰۰۰۰۰/ (سات لاکھ) شامی نژاد بچے سکول جارہے ہیں۔

کووڈ۔۱۹ کی ویکسینیشن: ''عارضی تحفظ'' کا درجہ حاصل کرنے والے پناہ گزین ترک شہریوں کی طرح آن لائن یا ٹیلی فون نظام کا استعمال کر کے ویکسینیشن پروگرام میں شامل ہوسکتے ہیں۔ انقرہ کے تحقیقی ادارے ریسرچ سنٹر آن اسائلم اینڈ مائیگریشن (آئی جی اے ایم) کی چیئر پرسن میٹین کورابا تیر نے آزاد نیوز ویب سائٹ بیانیٹ کو بتایا کہ مہاجرین شناختی نمبر استعمال کر کے ویکسینیشن کے لیے درخواست دے سکتے ہیں۔ تاہم بہت سے پناہ گزین جنھیں ''عارضی تحفظ'' کا درجہ حاصل ہے وہ جن علاقوں میں اُن کا اندراج ہوا ہے اُن سے مختلف صوبوں میں ملازمت کرتے ہیں اور وہیں رہائش پذیر ہیں لہٰذا وہ مالی یا لاجسٹیکل وجوہات کی بنا پر شناختی نمبر کا استعمال کر کے ویکسین لگوانے کے لیے درخواست نہیں دے سکتے۔ انھوں نے متنبہ کیا کہ لاکھوں غیر رجسٹرڈ تارکین وطن نظام کا حصہ نہیں بن سکیں گے۔ آئی جی اے ایم کے اہلکار ازیے کالسکان کا کہنا تھا کہ بہت سارے شامی باشندوں کو ویکسین کی تقسیم کے آن لائن اور ٹیلیفون نظام کے استعمال میں دشواری ہے، کیونکہ یہ صرف ترک زبان میں دستیاب ہیں۔

تقریباً ایک دہائی پہلے شروع ہونے والی شام کی جنگ کے بعد جب پناہ گزینوں نے ترکی کا رخ کرنا شروع کیا تو ملک کو ان لوگوں کو معاشرے میں شامل کرنے کے لیے اقدامات کرنے اور اس بارے میں رائے عامہ کو ملحوظ خاطر رکھنا مشکل کام تھا۔ پروفیسر مراد اردوغان نے اپنے انٹرویو میں ان کے لیے علیحدہ بستیوں کے قیام سے منسلک خطرات کے بارے میں متنبہ کیا ہے جس میں ترک اور شامی شہری قریب رہائش پذیر ہوں لیکن متوازی معاشروں میں بٹے ہوئے ہوں۔ لیکن آبادیاتی رجحانات ایک ایسی صورتحال کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو واپس بدلی نہیں جاسکتی۔

سرکاری اعداد وشمار کے مطابق ترکی میں ۱۷/ لاکھ شامی باشندے ۱۸/ سال یا اس سے کم عمر ہیں، ہر روز سیکڑوں بچے شامی افراد کے گھر پیدا ہوتے ہیں۔ ترکی صدر اردوغان کا کہنا ہے کہ ''چاہے ہمیں یہ پسند آئے یا نہیں ہمیں اِن کے ساتھ مل کر رہنا ہوگا۔''

WEEK ENDING-29/03/2021, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail :naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,
نقیب قیمت فی شمارہ -/8 روپے ششماہی -/250 روپے سالانہ -/400 روپے
Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 9473371988

Scanned with CamScanner